فضائلِ امیر المؤمنین امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام علماء وکتب اہل سنت کی نظر میں

ان مختصر سے ابتدائی کلمات میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ علمائے اہلِ سنت کی کتب سے حوالہ جات لکھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شیعہ علماء نے ان روایات کے بارے میں کچھ نہیں لکھا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام روایات کو شیعہ علماء نے اپنی کتب میں واضح طور پر بیان کیا ہے اور اُن کی نظر میں یہ سب معتبر اور تسلیم شدہ ہیں۔ ان کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا ان وجوہات کے پیشِ نظر شیعہ علماء اور کتب شیعہ سے کوئی حوالہ نہیں لکھا جا رہا۔ صرف چند ایک جگہوں پر اشارتاً ذکر کیا گیا ہے۔

اصل مدعا یہ ہے کہ وہ لوگ جو علی (ع) کو صرف مسلمانوں کا چوتھا خلیفہ مانتے ہیں اور اُن کو رسول اللہ کا خلیفہ بلا فصل نہیں مانتے، آپ کے فضائل اُن کی زبانی سنے جائیں، اس لیے کہ اہل سنت کے لیے شیعہ کتب حجت نہ ہوں تو، انکے اپنے علماء اور مذہب کی کتب تو انکے لیے یقینی طور پر حجت ہیں، اسی لیے ہم نے امیر المؤمنین علی کے اہم فضائل کو اہل سنت کی معتبر کتب سے جمع کر کے بیان کیا ہے تاکہ اس طرح ایک تو مسلمانانِ عالم کو صحیح راستہ دکھاتے ہوئے ان پر اتمام حجت ہو سکے، اور دوسرے اہلِ تشیع کے ایمان نسبت بہ محمد و آلِ محمد کو مزید تقویت پہنچا سکیں گے، انشاء اللہ۔

پہلی روایت:

علی (ع) سب سے پہلے نبوت اور کلمہ توحید کی گواہی دینے والے ہیں

عَنْ اَنس ابن مالک قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: صَلَّی عَلَیَّ الْمَلَائِکَۃُ وَ عَلٰی عَلِیّ سَبْعَ سِنِیْنَ وَلَمْ یَصْعُدْ اَوْلَمْ یَرْتَفِعْ بِشَھَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ اِلَّا مِنِّیْ وَمِنْ علی ابنِ ابی طالب۔

انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا کہ فرشتے سات سال تک مجھ پر اور علی علیہ السلام پر درود بھیجتے رہے (یہ اس واسطے کہ ان سات سالوں میں) خدا کی وحدانیت کی گواہی زمین سے آسمان کی طرف سوائے میرے اور علی کے علاوہ کسی نے نہ دی۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے سب سے پہلے اسلام لانے کے بارے میں اہلِ سنت اور شیعہ کتب سے کافی روایات ملتی ہیں۔ جیسے زید بن ارقم کہتے ہیں کہ:

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ عَلِی،

سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علی تھے۔

ابن کثیر کتاب البدایہ والنہایہ، جلد 7، صفحہ 335 (باب فضائلِ علی علیہ السلام)۔

گنجی شافعی کتاب کفایۃ الطالب، باب 25، صفحہ 125۔

سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء، صفحہ 166 (بابِ ذکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام)۔

ابن عساکر تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، جلد 1، ص 70، حدیث 116۔

ابن مغازلی کتاب مناقبِ امیر المومنین، حدیث 19، ص 8، اشاعت اوّل، ص 14 پر

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب 12، صفحہ 68۔

حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث 786 اور 819۔

(سیوطی، کتاب اللئالی المصنوعہ، ج 1، ص 169 و (صفحہ 166 اشاعت بولاق

متقی ہندی، کنز العمال، ج11، ص616 (مؤسسۃ الرسالہ بیروت، اشاعت پنجم)۔

اسی طرح انس بن مالک کہتے ہیں کہ:

"بُعِثَ النَّبِیُّ یَوۡمَ الِاثۡنَیۡنِ وَاَسۡلَمَ عَلِیٌّ یَوۡمَ الثلاثا"

یعنی پیغمبر اکرم (ص) پیر کے دن مبعوث بر سالت ہوئے اور علی علیہ السلام نے منگل کے دن اسلام قبول کیا۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، جلد1، صفحہ134 (حالِ علی علیہ السلام، شمارہ1)۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ112 (بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد3، صفحہ26۔

سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء، صفحہ166 (بابِ ذکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام)۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، باب12، صفحہ68 اور باب59، ص335

ابن عساکر تاریخ دمشق، حالِ امیر المؤمنین امام علی، جلد1، ص41، حدیث76۔

دوسری روایت:

علی (ع) پیغمبر (ص) کے ساتھ اور پیغمبر (ص) علی (ع) کے ساتھ ہیں:

عَنۡ علی ابنِ ابی طالب قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہ وسَلَّمۡ: یَا عَلِیُّ اَنۡتَ مِنِّی وَاَنَا مِنۡکَ۔

علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا: یا علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

حاکم، کتاب المستدرک میں جلد3، صفحہ 120۔

ذہبی، میزان الاعتدال، جلد 1، صفحہ 410، شمارہ 1505، ج3، ص324، شمارہ 6613

ابن ماجہ سنن میں، جلد 1، صفحہ 44، حدیث 119۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد 7، صفحہ 344 (بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب حالِ امیر المؤمنین، ج1، ص124، حدیث 183

سیوطی، تاریخ الخلفاء، صفحہ 169۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث 275، صفحہ 228، اشاعت اوّل۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب، باب 67، صفحہ 284۔

شیخ سلیمان قندوزہ حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، صفحہ 277، باب 7، صفحہ 60۔

بخاری، کتاب صحیح بخاری میں، جلد 5، صفحہ 141 (عن البراء بن عازب)۔

نسائی الخصائص میں، صفحہ 19 اور 51 اور حدیث 133، صفحہ 36۔

ترمذی اپنی کتاب میں، جلد 13، صفحہ 167 (عن البراء بن عازب)۔

متقی ہندی، کتاب کنزل العمال، جلد 11، صفحہ 599، اشاعت پنجم بیروت۔

تیسری روایت:

:پیغمبر(ص) اور علی(ع) کی خلقت ایک ہی نور سے ہوئی ہے

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِی رسول اللہ یَقُوْلُ لِعَلِیّ: النّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّیٰ وَاَنَاوَاَنْتَ مِنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ قَرَاَ النَّبِی "وَجَنّٰتٌ مِنْ اَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَغَیْرُ صِنْوَانٍ یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ۔

جابر ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا(ص) سے سنا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب تھے اور فرمارہے تھے کہ سب لوگ سلسلہ ہائے مختلف (مختلف اشجار) سے پیدا کئے گئے ہیں لیکن میں اور تو(علی) ایک ہی سلسلہ (شجرۂ طیبہ) سے خلق کئے گئے ہیں :اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی

(ثُمَّ قَرَاَ النَّبِی وَجَنّٰتٌ مِنْ اَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَغَیْرُ صِنْوَانٍ یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ۔(سورہ رعد: آیت:13

اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ایک ہی جڑ میں سے کئی اُگے ہوئے اور علیحدہ علیحدہ اُگے ہوئے کہ یہ سب ایک ہی پانی سے سیر اب کیے جاتے ہیں۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب، حدیث400اور حدیث297،90میں۔

حمو ینی، کتاب فرائد السمطین، باب4، حدیث17۔

حاکم، کتاب المستدرک، جلد2، صفحہ241۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، شرح حالِ علی، ج1، ص126، حدیث178، شرح محمودی۔

سیوطی، تفسیر الدر المنثور میں، جلد4، صفحہ51اور تاریخ الخلفاء، صفحہ171۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، بابِ مناقب70، حدیث37، صفحہ280۔

حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث395۔

متقی ہندی، کنز العمال، جلد6، صفحہ154، اشاعت اوّل، جلد2، ص608 (مؤسسۃ الرسالہ بیروت، اشاعت پنجم)۔

:چوتھی روایت

:علی(ع) ہی دنیاو آخرت میں نبی(ص) کے علم بردار ہیں

عن جابر ابنِ سَمُرَۃَ قَالَ: قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ یَحْمِلُ رایتک یَوْمَ القِیٰامَۃِ؟ قَالَ: مَنْ کَانَ یَحْمِلُھَا فِی الدُّنْیَا علی۔

جابر ابن سمرہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کیا گیا: یارسول اللہ! قیامت کے روز آپ کا عَلَم کون اٹھائے گا؟ آپ نے فرمایا جو دنیا میں میرا علمبردار ہے یعنی علی۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد7، صفحہ 336 (بابِ فضائل حضرت علی)۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، شرح حالِ علی، ج1، ص145، حدیث209، شرح محمودی۔

ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین علیہ السلام میں، حدیث237، صفحہ200۔

علامہ اخطب خوارزمی، کتاب مناقب، صفحہ250۔

علامہ عینی، کتاب عمدۃ القاری،16۔216۔

متقی ہندی، کتاب کنزالعمال میں، جلد13، صفحہ136

:پانچویں روایت

:علی(ع) کی محبت گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

عَنْ ابنِ عباس قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ حُبُّ عَلِیٍّ یَأکُلُ السِّیّاٰتِ کَمَاتَاکُلُ النَّارُ الحَطَبَ۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: علی کی محبت گناہوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے خشک لکڑی کو آگ۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، بابِ شرح حالِ امیر المؤمنین، ج2، ص103 حدیث 607

خطیب، تاریخ بغداد شرح حالِ احمد بن شبویۃ بن معین موصلی، ج4، ص194،

شمارہ 1885۔

متقی ہندی، کنزل العمال، ج15، ص218، اشاعت دوم، شمارہ 1261 (بابِ فضائل علی) اور دوسری اشاعت

(ج11، ص421 (مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، اشاعت 5

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، بابِ مناقب سبعون، صفحہ 279، حدیث 33 اور باب 56 صفحہ 211 اور 252۔

سیوطی در اللئالی المصنوعہ، جلد 1، صفحہ 184، اشاعت اوّل

چھٹی روایت

: خداوند کی طرف سے باب علی (ع) کے علاوہ تمام ابواب مسجد بند کرنے کا حکم

عَنْ زَیدِ ابْنِ اَرْقَم قالَ: کَانَ لِنَفَرٍ مِنْ اَصْحابِ رَسُولِ اللّٰہِ اَبْوابٍ شَارِعَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ قالَ: فَقَالَ (النَّبِیُّ) یَوْمًا: سُدُّوا ھٰذِہِ الْاَبْوَابَ اِلَّا بَاب عَلَی۔ قَالَ: فَتَکَلَّمَ فِیْ ذٰالِکَ اُنَاسٍ قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰہِ فَحَمَدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی اُمِرْتُ بِسَدِّ ھٰذِہِ الْاَبْوَابِ غَیْرَ بَابِ عَلِیٍّ فَقَالَ فِیہِ قَائِلُکُمْ، وَاِنِّی وَاللّٰہِ مَا سَدَدْتُ شَیْئًا وَلَا فَتَحْتُہُ وَلٰکِنِّی اُمِرْتُ بِشَیْءٍ فَاتَّبِعُہُ۔

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ چند اصحابِ رسولِ خدا کے گھروں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ ایک دن رسولِ اکرم (ص) نے حکم دیا کہ تمام دروازوں کو سوائے حضرت علی علیہ السلام کے دروازے کے بند کر دیا جائے۔ چند لوگوں نے اس پر چہ میگوئیاں کرنا شروع کر دیں۔ پس رسولِ خدا کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا شروع کر دی اور فرمایا کہ جب سے میں نے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا

ہے، اُس کے بعد سے کچھ لوگوں نے باتیں کی ہیں، اس کے بارے میں صحیح رائے نہیں رکھتے۔ خدا کی قسم! میں نے کسی دروازے کو اپنی طرف سے بند کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی کسی کے کھولنے کا حکم اپنی طرف سے دیا ہے، لیکن خدا کی طرف سے مجھے حکم ملا اور میں نے حکمِ خدا کو جاری کر دیا ہے۔

ابن عساکر تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، ج1، احادیث 323 تا 335۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب، حدیث 302، صفحہ 253۔

ابو نعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء، باب شرح حالِ عمرو بن میمون۔

حاکم، کتاب المستدرک، جلد 3، صفحہ 125، حدیث 63، بابِ مناقب علی علیہ السلام۔

ابن کثیر کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد 7، صفحہ 343، اشاعت بیروت۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب، باب 50، صفحہ 201۔

بیہقی، کتاب السنن الکبریٰ، جلد 7، صفحہ 65۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، باب مناقب السبعون، ص 275، حدیث 11 اور باب 17، صفحہ 99۔

محب الدین طبری، کتاب ذخائر العقبیٰ، صفحہ 102۔

ابن حجر، کتاب فتح الباری، جلد 8، صفحہ 15۔

متقی ہندی، کتاب کنزل العمال، جلد 11، صفحہ 598و617، اشاعت بیروت۔

احمد بن حنبل، کتاب المسند، جلد 1، صفحہ 175۔

ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، جلد 9، صفحہ 173۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ 115۔

:ساتویں روایت

:علی(ع) کا مقام و منزلت

عَنْ اِبْنِ عباس، عَنِ النَّبِی قَالَ لِاُمّ سَلَمَة: یَا اُمّ سَلَمَۃَ اِنَّ عَلِیًّا لَحْمُہُ مِنْ لَحْمِیْ وَدَمُہُ مِنْ دَمِیْ وَھُوَ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہُ لَا نَبِیَّ بَعْدِی۔

ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ اُمِ سلمہ سے فرمایا: اے اُمِ سلمہ ! بے شک علی کا گوشت میرا گوشت ہے، علی کا خون میرا خون ہے اور اُس کی نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسی ہارون کی موسیٰ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

حدیثِ منزلت امام علی علیہ السلام ایک نہایت ہی اہم اور معتبر ترین حدیثِ پیغمبر اسلام ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی شان، مقامِ عالی اور منزلت کا پتا دیتی ہے۔ البتہ یہ حدیث کئی اور ذرائع اور مختلف طریقوں سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا حدیث میں رسولِ خدا ص جنابِ اُمِ سلمہ سے مخاطب ہیں۔ لیکن ابوہریرہ سے یہ روایت (اس روایت کو ابن عساکر نے ترجمہ تاریخ دمشق :، جلد1، حدیث412 میں اس طرح نقل کیا ہے) اس طرح سے منقول ہے

اِنَّ النَّبی قَالَ بِعَلِیّ عَلَیہِ السَّلَام: یَا عَلِیُّ اَنْتَ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا النُّبُوَّۃَ۔

پیغمبر اسلام نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: یا علی ! آپ کی نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسی ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے نبوت کے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، شرح حالِ امام علی، جلد1، حدیث336،406 سے لے کر456 تک،

احمد بن حنبل، مسند سعد بن ابی وقاص، جلد1، صفحہ 189،177 اور نیز الفضائل میں، حدیث80،79۔

ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب میں، جلد1، صفحہ42، حدیث115۔

بخاری، صحیح بخاری میں، جلد5، صفحہ81، حدیث225(فضائلِ اصحاب النبی)

ابی عمر یوسف بن عبد اللہ، استیعاب، ج3، ص1097 اور روایت1855 کے ضمن میں

ابو نعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء، جلد7، صفحہ194۔

بلاذری، کتاب انساب الاشراف، ج2، ص95، حدیث15، اشاعت اوّل بیروت

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب6، صفحہ153،56۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث50،40، صفحہ33۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ108۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد8، صفحہ77۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب37، صفحہ167۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد2، صفحہ3، حدیث2586۔

حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث656۔

سیوطی، کتاب اللئالی المصنوعۃ، جلد1، صفحہ177، اشاعت اوّل۔

ابن حجر عسقلانی، کتاب لسان المیزان میں، جلد2، صفحہ324۔

: آٹھویں روایت

: (حدیثِ ولایت اور مقامِ علی(ع

حدیثِ ولایت بھی ایک اہم ترین حدیث ہے جو شانِ علی اور مقامِ علی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ حدیث بھی مختلف ذرائع اور مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے لیکن اصلِ مفہوم وہی ہے۔

عَنْ عَمْرُوذی مَرّ عَنْ عَلی اَنَّ النَّبِی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم قَالَ: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ، اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔

عمروذی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے۔ پروردگارا! تو اُس کو دوست رکھ جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور تو اُس کو دشمن رکھ جو علی علیہ السلام سے دشمنی رکھے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، جلد2، ص30، حدیث532۔

احمد بن حنبل، المسند، جلد4، ص281، حدیث12، جلد1، ص250، حدیث950، 961، 964۔

حاکم، المستدرک میں، حدیث8، باب مناقب علی،، جلد3، صفحہ110 اور116

سیوطی، تفسیر الدر المنثور، جلد2، صفحہ327 اور دوسری اشاعت جلد5، صفحہ180 اور تاریخ الخلفاء صفحہ169۔

ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث36، صفحہ26، 24، 18، اشاعت اوّل۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ108، 105 اور164۔

ابن ماجہ سنن میں، جلد1، صفحہ43، حدیث116۔

ابن عمر یوسف بن عبد اللہ، استیعاب، ج3، ص1099، روایت1855 کے ضمن میں

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ366، 344، 335۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، باب4، صفحہ33۔

خطیب "حالِ یحییٰ بن محمد ابی عمر الاخباری"، شمارہ 7545، کتاب تاریخ بغداد میں، جلد 14 صفحہ 236

بلاذری، کتاب انساب الاشراف میں، جلد 2، صفحہ 108، اشاعت اوّل، حدیث 45 اور باب شرح حالِ امیر المؤمنین علیہ السلام میں۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب 1، صفحہ 58۔

نسائی، کتاب الخصائص میں، حدیث 8، صفحہ 47 اور حدیث 75، صفحہ 94۔

ابن اثیر، کتاب اسد الغابہ میں، جلد 4، صفحہ 27 اور ج 3، ص 321 اور ج 2، ص 397

ترمذی اپنی کتاب صحیح میں، حدیث 3712، جلد 5، صفحہ 633،632۔

نویں روایت:

علی (ع) کی محبت جہنم سے بچاؤ اور جنت میں داخلے کی ضمانت ہے:

عَنْ اِبْنِ عباس، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ یَارَسُولَ اللّٰہِ ھَلْ لِلنَّارِ جَوازٌ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَاھُوَ؟ قَالَ حُبُّ علیٍّ۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے پیغمبر اسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا جہنم سے عبور کیلئے کوئی جواز (اجازت نامہ) ہے؟ پیغمبر اسلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: علی سے محبت۔

اس طرح کی دوسری مشابہ حدیث بھی ابن عباس سے روایت کی گئی ہے:

عَنْ ابنِ عباس قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ: علیٰ یَوْمَ الْقِیٰامَۃِ عَلَی الْحَوْضِ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ جاءَ بِجَوازٍ مِنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِب۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ علی علیہ السلام قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ہوں گے اور کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا مگر جس کے پاس علی علیہ السلام کی جانب سے پروانہ ہو گا۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب حالِ علی، جلد2، صفحہ104، حدیث608 اور جلد2 صفحہ243، حدیث753۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث156، صفحہ 131، 119 اور 242۔

شیخ سلیمان قندوزی، کتاب ینابیع المودۃ، باب56، ص211 اور باب37، ص133، 301، 245

سیوطی، اللئالی المصنوعۃ، جلد1، صفحہ197، اشاعت اوّل (آخرِ مناقبِ علی)۔

محب الدین طبری، کتاب ریاض النضرۃ میں، جلد2، صفحہ 211، 177 اور 244۔

دسویں روایت:

قیامت کے دن حُبِّ علی (ع) اور حُبِّ اہلِ بیت (ع) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

عَنْ اَبِی ذَر قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ وَسَلَّمَ لَاتَزُوْلُ قَدَمَا اِبْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ، عَنْ عِلْمِہِ مَا عَمِلَ بِہِ، وَعَنْ مَا اکْتَسَبَہُ، وَفِیْمَا اَنْفَقَہُ، وَعَنْ حُبِّ اَھْلِ الْبَیْتِ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، وَمَنْ ھُمْ؟ فَاَوْمَأَ بِیَدِہِ اِلٰی عَلِیٍّ۔

ابوذر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قیامت کے دن کوئی انسان اپنا قدم نہ اٹھا سکے گا جب تک اُس سے چار سوال نہ کئے جائیں گے:

اُس کے علم کے بارے میں کہ کس طرح اُس نے عمل کیا؟

اُس کی دولت کے بارے میں کہ کہاں سے کمائی؟

اور وہ دولت کہاں خرچ کی؟

اہلِ بیت سے محبت کے بارے میں۔

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور کہا: علی ابن ابی طالب علیہ السلام،

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب 911، صفحہ 324۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، بابِ حالِ امیر المؤمنین، جلد 2، ص159، حدیث 644۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، باب 32، ص124، باب 37 ص 271، 133

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد 10، صفحہ 326۔

ابن مغازلی، حدیث 157، مناقب میں صفحہ 120، اشاعت اوّل۔

حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، حدیث 574، باب 62۔

خوارزمی، کتاب مقتل میں، جلد 1، باب 4، صفحہ 42، اشاعت اوّل۔

گیارہویں روایت:

علی(ع) سے اللہ اور اُس کے رسول(ص) محبت کرتے ہیں:

عَنْ دَاوٗدبنِ علیّ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عباس، عَنْ اَبِیہِ عَنْ جَدّہٖ ابنِ عباس قَالَ: اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ بِطَائِرٍ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اِئْتِنِیْ بِرَجُلٍ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ، فَجَاءَ عَلِیٌّ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ وَالِ علیّاً۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں ایک مرغ بطور طعام پیش کیا گیا۔ آپ نے دعا فرمائی کہ پروردگار! ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جس کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں (تاکہ اس کھانے میں میرے ساتھ شریک ہو جائے)۔ پس تھوڑی دیر بعد ہی علی وہاں پہنچے۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا: پروردگار! تو علی علیہ السلام کو دوست رکھ۔ علی پیغمبر اسلام کے ساتھ بیٹھے اور آپ نے پیغمبر کے ساتھ وہ کھانا تناول فرمایا۔

مندرجہ بالا حدیث ایک اہم اور متواتر حدیث ہے جو کتبِ اہلِ سنت اور شیعہ میں مختلف صورتوں میں بیان کی گئی ہے۔ ماجرا کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن پیغمبر خدا کی خدمت میں مرغ بریان پیش کیا گیا۔ پیغمبر خدا نے اُس وقت دعا مانگی کہ پروردگارا! ایسے شخص کو میرے پاس بھیج دے جس کو خدا اور رسول محبوب رکھتے ہوں (تاکہ میرے ساتھ طعام میں شامل ہو سکے)۔ کچھ ہی دیر بعد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام وہاں پہنچے۔ آپ خوش ہوئے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، بابِ حالِ امیر المؤمنین، ج2، ص631، حدیث622 اور ج2، حدیث609 تا642 (شرح محمودی)۔

ابن مغازلی، مناقب میں حدیث189، صفحہ156، اشاعت اوّل۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب8، صفحہ62۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ351 اور اس کے بعد۔

حاکم، کتاب المستدرک میں جلد3، صفحہ130 (بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب33، صفحہ148۔

ذہبی، میزان الاعتدال، باب شرح حال ابی الہندی، ج4، صفحہ583، شمارہ10703 اور تاریخ اسلام میں جلد2، صفحہ197۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ125 اور جلد5، صفحہ199۔

خطیب، تاریخ بغداد، باب شرح حال طفران بن الحسن بن الفیروزان، ج9، صفحہ369، شمارہ4944۔

ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء میں، جلد6، صفحہ 339۔

بلاذری، کتاب انساب الاشراف میں، باب شرح حالِ علی، حدیث140، ج2، صفحہ 142، اشاعت اوّل از بیروت۔

خوارزمی، کتاب مناقب، باب9، صفحہ 64، اشاعت تبریز اور اشاعت دوم، صفحہ 59۔

ابن اثیر، کتاب اسد الغابہ میں، باب شرح حالِ امیر المؤمنین میں، جلد4، صفحہ 30۔

طبرانی، معجم الکبیر میں، باب مسندِ انس بن مالک، جلد1، صفحہ 39۔

نسائی، کتاب الخصائص میں، حدیث12، صفحہ 51۔

بارہویں روایت:

حُبِّ علی (ع) کے بغیر پیغمبر اسلام سے دوستی کا دعویٰ جھوٹا ہے:

عَنْ جابِر قالَ: دَخَلَ عَلَیْنا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ وَھُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہ وَسَلَّمَ، اَلَسْتُمْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ تُحِبُّوْنِیْ؟ قالُوا: بَلٰی یا رَسُوْلَ اللّٰہِ قالَ: کَذِبَ مَنْ زَعَمَ اَنَّہُ یُحِبُّنِیْ وَیُبْغِضُ ھٰذا۔

جابر سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم مسجد میں داخل ہوئے اور ہم بھی پہلے سے وہاں موجود تھے۔ آپ نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرمایا: کیا تم یہ گمان نہیں کرتے کہ تم سب مجھ سے محبت کرتے ہو؟ سب نے کہا: ہاں! یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اُس نے جھوٹ بولا ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ مجھ (محمد) سے محبت کرتا ہے لیکن اس (علی علیہ السلام) سے بغض رکھتا ہے۔

ابن عساکر تاریخ دمشق میں، باب شرح حالِ امیر المؤمنین، ج2، ص185، حدیث664 اور اس کے بعد کی احادیث۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد1، صفحہ 536، شمارہ2007۔

ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ 355، بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 130

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب4، صفحہ 31۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب88، صفحہ 319۔

ابن حجر عسقلانی، کتاب لسان المیزان میں، جلد2، صفحہ 109۔

سیوطی، کتاب جامع الصغیر میں، جلد2، صفحہ 479۔

تیرہویں روایت:

محبانِ علی (ع) مؤمن اور دشمنانِ علی (ع) منافق ہیں:

عَنْ زِرِّبْنِ جَیْشٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ: وَالَّذِی فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَئَ النَّسَمَۃَ اِنَّہُ لَعَھِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَایُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ۔

زربن جیش کہتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اُس خدا کی جو دانے کو کھولتا ہے اور مخلوق کو وجود میں لاتا ہے۔ پیغمبر اکرم (ص) نے مجھ سے عہد کرتے ہوئے فرمایا: یا علی! تم سے کوئی محبت نہ رکھے گا مگر سوائے مؤمن کے اور تم سے کوئی بغض نہیں رکھے گا سوائے منافق کے۔

احمد بن حنبل، کتاب المسند، باب مسندِ علی، جلد1، صفحہ 95، حدیث 731 اور دوسری اشاعت میں صفحہ 204 اور حدیث 642، جلد1، صفحہ 84، اشاعت اوّل۔

ابن عساکر تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امیر المؤمنین، ج2، ص190، حدیث 674

ابن مغازلی مناقب میں، حدیث225، صفحہ190، اشاعت اوّل۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، شمارہ7785، باب شرح حال ابی علی بن ہشام حربی۔

بلاذری، کتاب انسابُ الاشراف میں، باب شرح حالِ علی، حدیث20، ج2، ص97 اور حدیث158، صفحہ153۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ129۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ355، بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

ابن عمر یوسف بن عبد اللہ، استیعاب میں، جلد3، صفحہ1100 اور روایت1855۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب3، صفحہ68۔

ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب "سنن" میں، جلد1، صفحہ42، حدیث114۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب6، صفحہ52 اور252 پر۔

چودھویں روایت:

علی(ع) مسلمانوں کے اور متّقین کے امام ہیں:

حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ اَسْعَدَبْنِ زُرَارۃ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰہ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِی اِنْتَھَیْتُ اِلٰی رَبِّی، فَاَوْحٰی اِلَیَّ (اَوْ اَخْبَرَنِی) فِی عَلِیٍ بثَلَاثٍ: اِنَّہُ سَیِّدُ الْمُسْلِمِیْنَ وَوَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدُ الْغُرَّا الْمُحَجَّلِیْنَ۔

عبد اللہ بن اسعد بن زرارہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا کہ شبِ معراج جب میں اپنے پروردگار عزّوجلّ کے حضور پیش ہوا تو مجھے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں تین باتوں کی خبر دی گئی جو یہ ہیں کہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں، متقین اور عبادت گزاروں کے امام ہیں اور جن کی پیشانیاں پاکیزگی سے چمک رہی ہیں اُن کے رہبر ہیں۔

ابن عساکر تاریخ دمشق، باب شرح احوالِ امام ج2ص256 حدیث772ص259

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، صفحہ64، شمارہ211۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث126 اور 147، صفحہ104۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ 121۔

حاکم، کتاب المستدرک میں، جلد3، صفحہ 138، حدیث99، بابِ مناقبِ علی۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب45، صفحہ190

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، صفحہ245، باب56، صفحہ 213۔

حافظ ابونعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء میں، جلد1، صفحہ63۔

خوارزمی، کتاب مناقب میں، صفحہ229۔

ابن اثیر، کتاب اسد الغابہ میں، جلد1، صفحہ69 اور جلد3، صفحہ116۔

متقی ہندی، کنز العمال میں، جلد11، صفحہ620(مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)۔

پندرہویں روایت:

:پیغمبر اکرم (ص) اور علی (ع) خدا کے بندوں پر اُس کی حجت ہیں

عَنْ اَنَس قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ اَنَا وَعَلِیٌّ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہِ۔

انس روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا کہ میں اور علی اللہ کی طرف سے اُس کے بندوں پر حجت ہیں۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب شرح حالِ امام علی علیہ اسلام، جلد2، صفحہ 272، احادیث 793 تا796 (شرح محمودی)۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، باب شرح حال محمد بن اشعث، جلد2، صفحہ 88۔

ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث 67 اور 234، صفحہ 45 اور 197، اشاعت اوّل۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد4، صفحہ 128، شمارہ 8590۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة میں، باب مناقب، صفحہ 284، حدیث 57۔

ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، کتاب استیعاب میں، جلد3، صفحہ 1091 اور روایت 1855

یَا علی اَنْتَ ولی کل موٴمن بَعْدِی" کے تسلسل میں۔

سیوطی، اللئالی المصنوعہ میں، ج1، صفحہ 189، اشاعت اوّل اور بعد والی میں۔

:سولہویں روایت

:علی (ع) پیغمبرانِ خدا کی تمام اعلیٰ صفات کے حامل تھے

عَنْ اَبِی الْحَمْرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمْ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِی عِلْمِہِ وَاِلٰی نُوْحٍ فِی فَھْمِہِ وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی حِلْمِہِ وَاِلٰی یَحْیٰی بن زَکَرِیَّا فِی زُھْدِہِ وَاِلٰی مُوْسٰی بن عِمْرَانِ فِی بَطْشِہِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِب عَلَیْہِ السَّلَام۔

ابو الحمراء سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اُن کے علم میں دیکھے، نوح کو اُن کی فہم و دانائی میں دیکھے، ابراہیم علیہ السلام کو اُن کے حلم میں دیکھے، یحییٰ بن زکریا کو اُن کے زہد میں دیکھے اور موسیٰ بن عمران کو اُن کی بہادری میں دیکھے، پس اُسے چاہیے کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی زیارت کرے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، بابِ شرح حالِ امام علی، جلد2، صفحہ280، حدیث804 (شرح محمودی)۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، صفحہ253۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب23، صفحہ121۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث256، صفحہ212، اشاعت اوّل۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ356۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد4، صفحہ99، شمارہ8469۔

ابن ابی الحدید، نہج البلاغہ، باب شرح المختار (147) ج2 ص449 اشاعت اوّل، مصر

حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، حدیث142، باب35۔

ستر ہویں روایت:

علی (ع) بہترین انسان ہیں، جو اس حقیقت کو نہ مانے، وہ کافر ہے:

عَنْ حُذَیْفَةِ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ: عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ، مَنْ اَبٰی فَقَدْ کَفَرَ۔

حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ علی بہترین انسان ہیں اور جو کوئی اس حقیقت سے انکار کرے گا، اُس نے گویا کفر کیا ہے۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، (ترجمہ الرجل) جلد3، صفحہ 192، شمارہ1234۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، جلد2، صفحہ 444، حدیث955 (شرح محمودی)۔

گنجی شافعی، کفایۃ الطالب میں، باب62، صفحہ 244۔

بلاذری، انساب الاشراف، حدیث35، بابِ شرح حالِ علی، ج2، ص103،

اشاعت اوّل، بیروت۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب56، صفحہ 212۔

حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، باب30، حدیث127۔

سیوطی، کتاب اللئالی المصنوعہ، جلد1، صفحہ 170،169، اشاعت اوّل۔

متقی ہندی، کنز العمال میں، جلد11، صفحہ 625 (موٴسسۃ الرسالہ، بیروت)۔

اٹھارہویں روایت

علی (ع) اور اُن کے شیعہ ہی قیامت کے دن کامیابی اور فلاح پانے والے ہیں :

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قُبُوْرِھِمْ لِبَاسُھُمُ النُّوْرُ عَلٰی نَجَائِبَ مِنْ نُوْرٍ اَزِمَّتُھَا یَوَاقِیْتُ حُمْرٌ تَزِفُّھُمُ الْمَلَائِکَۃُ اِلَی الْمَحْشَرِ فَقَالَ عَلِیٌّ تَبَارَکَ اللّٰہُ مَا اَکْرَمَ قَوْمًا عَلَی اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ ھُمْ اَھْلُ وِلَایَتِکَ وَشِیْعَتُکَ وَمُحِبُّوْکَ، یُحِبُّوْنَکَ بِحُبِّیْ وَیُحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ۔ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر اکرم کا ارشاد ہے کہ یا علی! قیامت کے دن قبروں سے ایک گروہ نکلے گا، اُن کا لباس نوری ہو گا اور اُن کی سواری بھی نوری ہو گی۔ اُن سواریوں کی لگامیں یاقوتِ سرخ سے مزین ہوں گی۔ فرشتے اِن سواریوں کو میدانِ محشر کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ پس علی علیہ السلام نے فرمایا: تبارک اللہ! یہ قوم پیش خدا کتنی عزت والی ہو گی۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا: یا علی! وہ تمہارے شیعہ اور تمہارے حُب دار ہوں گے۔ وہ تمہیں میری دوستی کی وجہ سے دوست رکھیں گے اور مجھے خدا کی دوستی کی وجہ سے دوست رکھیں گے اور وہی قیامت کے روز کامیاب اور فلاح پانے والے ہیں۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، ج2، ص846،346، شرح محمودی

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب86، صفحہ 313۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، شرح حال فضل بن غانم، شمارہ6890، جلد12، صفحہ 358

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد10، صفحہ 21 اور جلد9، صفحہ 173۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث339، صفحہ 296، اشاعت اوّل۔

بلاذری، انساب الاشراف، باب شرح حالِ علی، جلد2، صفحہ 182، اشاعت اوّل۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، بابِ مناقب، صفحہ 281، حدیث45۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد1، صفحہ 421، شمارہ1551۔

حافظ الحسکانی، شواہد التنزیل میں، حدیث107 (سورۂ بقرہ آیت 4 کی تفسیر میں)۔

طبرانی، معجم الکبیر میں، شرح حالِ ابراہیم المکنی بابی، جلد1، صفحہ 51۔

:اُنیسویں روایت

:اہم کاموں کیلئے علی (ع) کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا تھا

عَنْ زَیدِ بْنِ یُثَیعٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَبَابَکْرٍ بِبَرَاءۃٍ، ثُمَّ اَتْبَعَہٗ عَلِیاً فَلَمَّا قَدَمَ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْزِلَ فِی شَیٍٔ؟ قَالَ لَا وَلٰکِنِّی اُمِرْتُ اُبَلِّغُھَا اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِی۔

زید بن یثیع کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے ابو بکر کو سورہ برائت (سورہ توبہ) کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ کیا تاکہ مشرکین مکہ کیلئے تلاوت فرمائیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد علی علیہ السلام کو اُن کے پیچھے بھیجا، علی علیہ السلام نے وہ سورہ اُس سے واپس لے لیا۔ جب ابو بکر واپس آیا تو عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میرے بارے میں کوئی چیز نازل ہوئی ہے؟ پیغمبر خدا نے فرمایا: نہیں، لیکن خدائے بزرگ کی جانب سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس سورہ کی کوئی تبلیغ نہ کرے سوائے میرے یا میرے اہل بیت کا کوئی ایک فرد۔

بلاذری، انساب الاشراف، شرح حالِ علی، حدیث164، جلد2، صفحہ155، اشاعت

اوّل، بیروت۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، شرح حالِ امام علی،، جلد2، صفحہ376، احادیث 871 تا

اور اُس کے بعد (شرح محمودی)۔873

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں جلد5، صفحہ 37 اور جلد7، صفحہ 35 (بابِ فضائلِ علی)۔

احمد بن حنبل، المسند میں، جلد1، صفحہ318، روایت1296۔

ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث267 اور اس کے بعد صفحہ 221، اشاعت اوّل۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب62، صفحہ254، اشاعت الغری۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب18، صفحہ101۔

ترمذی اپنی سنن میں، حدیث8،(بابِ مناقب علی علیہ السلام) جلد13، صفحہ169۔

بیسویں روایت:

علی(ع) کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے:

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ وَسَلَّم مَثَلُ عَلِیٍّ فِیْکُمْ۔ اَوْقَالَ فِی ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کَمَثَلِ الْکَعْبَۃِ الْمَسْتُوْرَۃِ، اَلنَّظَرُ اِلَیْھَا عِبَادَۃٌ، وَالْحَجُّ اِلَیْھَا فَرِیْضَۃً۔

ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی کی مثال تمہارے درمیان یا اُمت کے درمیان کعبہ مستورہ کی مانند ہے کہ اُس کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور اُس کا قصد کرنا یا اُس کی جانب جانا واجب ہے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق شرح حالِ امام علی، ج2 ص406 حدیث905، شرح محموی

سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ172 "اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃ"۔

ابن اثیر، اسد الغابہ میں، جلد4، صفحہ31 (بمطابق نقل آثار الصادقین، جلد14، صفحہ213 "اَنْتَ بِمَنْزِلَۃِ الْکَعْبَۃ"۔

ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث149، صفحہ106 اور حدیث100، صفحہ70۔

حموینی، کتاب فرائد السمطین، جلد1، صفحہ182 (بمطابق نقل آثار الصادقین، جلد1، صفحہ182)"کعبہ اور علی کی طرف نظر کرنا عبادت ہے"۔

حاکم، المستدرک، حدیث 113، باب مناقبِ علی، جلد 3، صفحہ 141 'اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادۃ۔

'ابو نعیم ،حلیۃ الاولیاء، شرح حال اعمش، ج5 ص58 'اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادہ

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں، جلد 7، صفحہ 358 "اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادۃ"۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب 34، صفحہ 160 اور 161۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد 4، صفحہ 127، شمارہ 8590 اور جلد 1، صفحہ 507، شمارہ 1904 "اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادۃ۔

اکیسویں روایت:

حکمت و دانائی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا، اُن میں سے نو حصے علی علیہ السلام کو دیئے گئے ہیں:

عَنْ عَلْقَمَۃَ، عَنْ عَبدِاللّٰہِ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ وَسَلَّم فَسُئِلَ عَنْ عَلِیٍّ فَقَال: قُسِّمَتِ الْحِکْمَۃُ عَشَرَۃَ اَجْزَاءٍ فَاُعْطِیَ عَلِیٌّ تِسْعَۃَ اَجْزَاءٍ وَ النَّاسُ جُزْءٌ وَاحِدٌ،

علقمہ سے روایت کی گئی کہ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں پیغمبر اکرم کی خدمت میں تھا۔ اس دوران حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا گیا۔ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ دانائی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا، ان میں سے نو(۹) حصے حضرت علی علیہ السلام کو دیئے گئے اور ایک حصہ باقی تمام لوگوں کو دیا گیا ہے۔

ابو نعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء میں، باب شرح حالِ امیر المؤمنین، جلد 1، صفحہ 64۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، جلد 2، صفحہ 481، حدیث 999۔

ابو یوسف بن عبداللہ، استیعاب، ج3، ص1104، روایت 1855 کے ضمن میں۔

ذہبی، میزان الاعتدال، حدیث499، جلد1، صفحہ 58 اور اشاعتِ بعد، ص124۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث328، صفحہ 286، اشاعت اوّل۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، باب مناقب السبعون، حدیث47، صفحہ 282

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب59، صفحہ 226 اور صفحہ 332، 292۔

حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، حدیث76، باب10 اور دوسرے ابواب۔

بائیسویں روایت

:پیغمبر اکرم (ص) علم کا شہر ہیں اور علی (ع) اُس شہر کا دروازہ ہیں

عَن الصَّنٰابِحی، عَن عَلِیٍّ عَلَیہِ السَّلام قٰالَ: قٰالَ رَسُولُ اللّٰہِ اَنٰامَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھٰا، فَمَنْ اَرٰادَ الْعِلْمَ فَلْیَأْتِ بٰابَ الْمَدِیْنَۃِ۔

صنابحی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہیں۔ جو کوئی علم چاہتا ہے، وہ شہر علم کے دروازے سے آئے

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، جلد2، صفحہ 464، حدیث984۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث120، صفحہ 80، اشاعت اوّل۔

سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں، صفحہ 170 اور جامع الصغیر میں، حدیث2705۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 126۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، صفحہ 153 اور مناقب السبعون میں صفحہ 278، حدیث22، باب14، صفحہ 75۔

خطیب، تاریخ بغداد، باب شرح حال عبد السلام بن صالح: ابی الصلت الھروی، جلد 11، صفحہ 50،49، شمارہ 5728۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب 58، صفحہ 221۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد 1، صفحہ 415، شمارہ 1525۔

ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، کتاب استیعاب میں، جلد 3، صفحہ 1102، روایت 1855۔

حافظ ابو نعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء میں، جلد 1، صفحہ 64۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد 7، صفحہ 359، بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

خوارزمی، کتاب مقتل، باب 4، صفحہ 43۔

:تیئیسویں روایت

:علی (ع) ہی وصیٔ برحق اور وارثِ پیغمبر (ص) ہیں

عَنْ اَبِی بُرَیْدَۃِ عَنْ اَبِیْہِ: قَالَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَوَارِثٌ وَاِنَّ عَلِیًّا وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ۔

ابی بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ ہر نبی کا کوئی وصی اور وارث ہوتا ہے اور بے شک علی علیہ السلام میرے وصی اور وارث ہیں۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث 238، صفحہ 201، اشاعت اوّل۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح امام علی، ج 3، ص 5، حدیث 1022 شرح محمودی

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد 4، صفحہ 128،127، شمارہ 8590۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب 62، صفحہ 260۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد 9، صفحہ 113 اور جلد 7، صفحہ 200۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب 15، صفحہ 90 اور 295۔

(سیوطی، کتاب اللئالی المصنوعۃ میں، جلد 1، صفحہ 186، اشاعت اوّل (بولاق

حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، تفسیر آیت 30 سورئہ بقرہ۔

حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، باب 52، حدیث 222۔

خوارزمی، کتاب مناقب میں، حدیث 22، باب 14، صفحہ 88 اور دوسرے۔

:چوبیسویں روایت

:علی (ع) اور آپ کے سچے صحابیوں کو دوست رکھنا واجب ہے

عَنْ سُلَیْمانِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبیہِ قٰالَ: قٰالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ وَسَلَّمِ اِنَّ اللّٰہَ تَبٰارَکَ وَتَعٰالٰی اَمَرَنِی اَنْ اُحِبَّ اَرْبَعَۃً قٰالَ قُلْنٰا مَنْ ھُمْ؟ قٰالَ، عَلِیٌّ وَ اَبُوْذَرٍ وَالْمِقْدٰادُ وَسَلْمٰانُ۔

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے مجھ سے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ چار افراد سے محبت کروں۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کون افراد ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ علی، ابوذر، مقداد اور سلمان ہیں۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب شرح حال مقداد، صفحہ 100 اور اس کتاب کے ترجمہ امام علیہ السلام، جلد 2، صفحہ 172، حدیث 658 (شرح محمودی)۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 137،130۔

ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب سنن میں، جلد1، صفحہ66، حدیث149۔

ابونعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء، ترجمہ مقداد، ج1، ص172، شمارہ28اور ج1، ص190

گنجی شافعی، کفایۃ الطالب، باب12، صفحہ94(صرف علی کے نام کا ذکر ہے)۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ155۔

ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث331، صفحہ290۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب59، صفحہ337، حدیث5۔

سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں، صفحہ169۔

بخاری اپنی کتاب صحیح بخاری، باب شرح حال ابی ربیعہ ایادی، شمارہ271، صفحہ31۔

:پچیسویں روایت

:علی(ع) حق کے ساتھ ہیں اور حق علی(ع) کے ساتھ ہے

عَنْ اَبِی ثابِتٍ مَولٰی اَبِی ذَرٍ قالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ فَرَ اَیتُھا تَبْکِی وَ تَذکُرُ عَلِیّاًوَقالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہِ وَسَلَّم یَقُولُ: عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَلَنْ یَفْتَرِقا حَتّٰی یَرِدا عَلَیَّ الْحَوضَ یَومَ الْقِیامَۃِ۔

ابو ثابت غلامِ حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ میں نے اُمِ سلمہ کو روتے ہوئے پایا، وہ حضرت علی علیہ السلام کو یاد کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ، یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں کنارِ حوضِ کوثر میرے پاس آ پہنچیں گے۔

ابن مغازلی، کتابِ مناقب میں، صفحہ 244۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، ج3، ص119، حدیث1162 (شرح محمودی)۔

حاکم، المستدرک میں، حدیث 61، جلد 3، صفحہ 124 (بابِ مناقب علی علیہ السلام)۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب20، صفحہ 104۔

خطیب، تاریخ بغداد، ترجمہ یوسف بن محمد المؤدب، ج14، ص 321، شمارہ 7643۔

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں، جلد 7، صفحہ 321 (آخرِ بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ 135۔

خوارزمی، کتابِ مناقب میں، صفحہ 223۔

ترمذی اپنی کتاب سنن میں، حدیث 3، جلد 13، صفحہ 166 (بابِ مناقب علی)۔

متقی ہندی، کنز العمال، ج 11، ص623، 621 (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، پنجم)۔

چھبیسویں روایت :

علی (ع) قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی (ع) کے ساتھ ہے :

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَہٗ ،لَایَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔

جنابِ اُمِ سلمہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے پیغمبر اکرم (ص) سے سنا کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں آپس میں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ کنارِ حوضِ کوثر یہ دونوں مجھ تک آ پہنچیں گے۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ124۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب20، صفحہ103۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ134۔

سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں، صفحہ173 (بابِ فضائلِ علی علیہ السلام میں)۔

(متقی ہندی، کنز العمال، جلد11، صفحہ6032 (موٴسسۃ الرسالہ، بیروت، پنجم

:ستائیسویں روایت

:پیغمبر اکرم (ص) کے بعد علی (ع) کی اتباع اور پیروی کرنا لازم ہے

عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی الْغَفَارِی، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ: سَتَکُوْنُ مِنْ بَعْدِی فِتْنَۃٌ فَاِذَا کَانَ ذٰالِکَ فَالْزِمُوْا عَلِیَّ ابْنَ اَبِی طَالِب فَاِنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ یَرَانِیْ وَاَوَّلُ مَنْ یُصَافِحُنِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، وَھُوَ مَعِی فِی السَّمَاءِ الْاَعْلٰی وَھُوَ الْفَارُوْقُ مِنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔

ابو لیلیٰ غفاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میری زندگی کے بعد فتنہ پیدا ہوگا، ان حالات میں لازم ہے کہ تم پیروِ علی ابن ابی طالب علیہما السلام رہو کیونکہ حقیقت میں قیامت کے دن سب سے پہلے وہی مجھے دیکھیں گے اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے اور وہی اعلیٰ آسمانوں میں میرے ساتھ ہوں گے اور وہی ہیں جو حق اور باطل کو جدا کرنے والے ہیں۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، ج3، ص123، حدیث1164، شرح محمودی۔

ذہبی، میزان الاعتدال، جلد2، صفحہ3، (صرف الدال)2587اور جلد1، ص188، شمارہ740۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، صفحہ152، 93، باب43۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب44، صفحہ188۔

طبرانی، مسندِ ابی رافع ابراہیم میں معجم الکبیر سے، جلد1، صفحہ51۔

(متقی ہندی کنز العمال، جلد11، صفحہ612(موٴسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

:اٹھائیسویں روایت

:علی(ع) قرآن کے حقیقی حامی اور دفاع کرنے والے ہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدَ الْخُدْرِی قٰالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ مِنْکُمْ مَنْ یُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْآنِ کَمَاقَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہ۔ قٰالَ اَبُوْبَکر: اَنَاھُوَیَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قٰالَ: لَا۔ قٰالَ عُمَرُ: فَاَنَّاھُوَیَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قٰالَ: لَا۔ وَلٰکِنْ خٰاصِفُ النَّعْلِ قٰالَ(ابوسعید) وَکَانَ قَدْاَعْطِیْ عَلِیّاً نَعْلَہُ یَخْصِفُھَا۔

ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے پیغمبر اکرم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: بے شک تم میں وہ کون ہے جو قرآن کی تاویل(حکمِ باطن) پر جنگ کرے گا جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل(حکمِ ظاہر) پر مشرکین سے جنگ کی تھی۔ ابوبکر نے کہا: یا رسول اللہ! کیاوہ شخص میں ہوں؟ پیغمبر اسلام نے فرمایا: نہیں۔ عمرنے کہا: یارسول اللہ! کیاوہ شخص میں ہوں؟ پیغمبر اکرم نے فرمایا: نہیں، لیکن وہ شخص وہ ہے جوجُوتا مرمت کررہاہے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اُس وقت ہوا جب پیغمبر اسلام نے اپناجوتا حضرت علی علیہ السلام کودیاتھا کہ وہ اُس کی مرمت کردیں۔

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ 361(بابِ فضائلِ علی، آخر حصہ)۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حال امام علی، ج3، ص130، حدی 1171 (شرح محمودی)۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 122، حدیث 53(بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

ابن مغازلی، مناقب میں، صفحہ 298، حدیث 341، اشاعت اوّل۔

ہیثمی، مجمع الزوائد میں، جلد5، صفحہ 186 اور جلد6، صفحہ 244 اور جلد9، صفحہ 133۔

ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ میں، باب شرح المختار، جلد3، صفحہ 206۔

سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ 173۔

حافظ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، جلد1، صفحہ 67(بابِ شرح حالِ امیر المؤمنین علی میں)۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، جلد1، صفحہ 134(بابِ شرح حالِ امیر المؤمنین) شمارہ 1۔

گنجی شافعی، کفایۃ الطالب، باب 94، صفحہ 333 اور دوسری اشاعت میں صفحہ 191۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، صفحہ 247 اور باب 11، صفحہ 67۔

:اُنتیسویں روایت

:علی (ع) کو ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: اَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم بِقِتَالِ النَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا (ص) نے مجھے ناکثین، مارقین اور قاسطین کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

ناکثین: بیعت توڑنے والوں یعنی طلحہ وزبیر وغیرہ (اصحابِ جنگِ جمل مراد ہیں)۔

مارقین: جنگِ نہروان کے خوارج۔

قاسطین: جنگِ صفین میں لشکرِ معاویہ۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد 7، صفحہ 238 اور جلد 5، صفحہ 186۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب حالِ امیر المؤمنین علی علیہ السلام، جلد 3، ص 158، حدیث 1195 اور اُس کے بعد (شرح محمودی)۔

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں، جلد 7، صفحہ 362،305۔

ابن عمر یوسف بن عبد اللہ کتاب استیعاب میں، جلد 3، صفحہ 1117، روایت 1855۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، جلد 8، صفحہ 340، شمارہ 4447۔

ذہبی، میزان الاعتدال میں، ج 1، ص 271، شمارہ 1014 اور ص 410، شمارہ 1505

حاکم، المستدرک میں، جلد 3، صفحہ 139، حدیث 107 (شرح حالِ امیر المؤمنین)۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب 43، صفحہ 152۔

گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب 37، صفحہ 167۔

ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ میں، شرح المختار (48) جلد 3، صفحہ 207 اور دوسرے۔

تیسویں روایت:

: نسلِ پیغمبر اکرم (ع) صُلبِ علی (ع) سے ہے

عَنۡ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ ذُرِیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍ فِی صُلۡبِہٖ وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ ذُرِیَّتِی فِیۡ صُلۡبِ عَلِیِ بۡنِ ابی طالب علیہ السلام

جناب ابن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی نسل کو اُس کے صلب میں رکھا اور بے شک میری نسل کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے صلب میں رکھا۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب62، صفحہ 79اور379۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، بابِ حالِ علی، ج2، ص159، حدیث643، شرح محمودی۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ172۔

شیخ سلیمان قندوزی، ینابیع المودۃ، باب مناقب السبعون، ص277، حدیث20، صفحہ300۔

ابن مغازلی، مناقب میں، صفحہ49۔

متقی ہندی، کنز العمال، ج11، صفحہ600، موٴسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم۔

: اکتیسویں روایت

: پیغمبر اکرم (ص) ، علی و فاطمہ حسن و حسین (علیہم السلام) کے دشمنوں کے دشمن اور ان کے دوستوں کے دوست ہیں

عَنۡ زَیۡدِ بۡنِ اَرۡقَمَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ لِعَلِیٍ و فاطِمَۃَ وَبِالۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ: اَنَا حَرۡبٌ لِمَنۡ حَارَبَکُمۡ وَسِلۡمٌ لِمَنۡ سَالَمَکُمۡ۔

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسولِ خدا(ص) نے حضرت علی علیہ السلام، جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: میری اُس سے جنگ ہے جو تم سے جنگ کرے گا اور میری اُس سے صلح ہے جو تم سے صلح کرے گا۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں،(دوسرا حصہ) صفحۃ444۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 149۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9، صفحہ 169۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، صفحہ 329، باب93۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد1، صفحہ 176،175 در شمارہ712۔

ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب میں، جلد1، صفحہ 52، حدیث145۔

متقی ہندی، کنزالعمال، ج12، صفحہ 97 (مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم)۔

بتیسویں روایت:

علی(ع) سے دُوری پیغمبر اکرم(ص) سے دُوری ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم یَا عَلِیُّ مَنْ فَارَقَنِی فَقَدْ فَارَقَ اللّٰہَ وَمَنْ فَارَقَکَ یَا عَلِیُّ فَقَدْ فَارَقَنِی۔

حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا: یا علی! جو کوئی مجھ سے جدا ہوا، وہ خدا سے جدا ہوا اور جو تم سے جدا ہوا، وہ بالتحقیق مجھ سے بھی جدا ہوا۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 126،124۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد2، صفحہ 49، روایت 2779۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، صفحہ 364 (بابِ آیاتِ قرآن جو علی کی شان

میں نازل ہوئیں)۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، جلد2، صفحہ 268، حدیث 789۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب 44، صفحہ 189۔

متقی ہندی، کتاب کنز العمال، جلد 11، صفحہ

تینتیسویں روایت :

محبانِ علی (ع) سعید و کامیاب ہیں اور دشمنانِ علی (ع) پر خداوند کا غضب ہے :

عَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ الثَّقَفِیْ، سَمِعْتُ عَمَّارِ بْنِ یَاسِر، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِعَلِیٍّ: یَاعَلِیُّ طُوْبٰی لِمَنْ اَحَبَّکَ وَصَدَّقَ فِیْکَ وَوَیْلٌ لِمَنْ اَبْغَضَکَ وَکَذَّبَ فِیْکَ۔

ابی مریم ثقفی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عمار بن یاسر سے سنا، عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ خدا (ص) سے سنا کہ رسول اللہ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی! سعادت مند و خوشبخت ہے وہ شخص جس نے تم سے محبت کی اور تمہاری تصدیق کی اور ہلاکت و بدبخت ہے وہ شخص جس نے تم سے بغض رکھا اور تم کو جھٹلایا۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 135۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد7، صفحہ 356۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، صفحہ 252۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد3، صفحہ 118۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، بابِ حالِ امام علی، جلد2، صفحہ 211، حدیث 705۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، صفحہ 192، باب 46۔

(متقی ہندی، کنزالعمال، ج11، ص623(مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

:چونتیسویں روایت

:علی(ع) دنیاو آخرت میں رسولِ خدا(ص) کے بھائی ہیں

عَنْ اِبْنِ عمر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم قَالَ لِعَلِیٍ: اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَاوَالْآخِرَۃ۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی! تم اس دنیامیں اور آخرت میں بھی میرے بھائی ہو۔

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد1، صفحہ 421، شمارہ 1552۔

سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ 170۔

ابی عمر یوسف بن عبداللہ، استیعاب، ج3، ص1099، روایت 1855 کے تسلسل میں

ابن کثیر کتاب البدایۃ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ 336، بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

(متقی ہندی، کنزالعمال، ج11، ص598(مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

:پینتیسویں روایت

:علی(ع) محبوبِ خدا اور رسول(ص) ہیں اور مشکلوں کا حل اُن کے پاس ہے

عَنِ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم قَالَ یَوۡمَ الۡخَیۡبَرِ: لَاُعۡطِیَنَّ الرّٰایَةَ غَدًا رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیُحِبُّہٗ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ لَیۡسَ بِفَرّٰارٍ، یَفۡتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیۡہِ (فَبَعَثَ اِلٰی عَلِیٍ فَاَعۡطَاہُ الرّٰایَةَ)۔

پیغمبر اکرم نے خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں عَلَم اُس کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہو گا اور خدا اور رسول بھی اُسے دوست رکھتے ہوں گے۔ وہ (میدانِ جنگ سے) بھاگنے والا نہیں ہو گا اور خدا اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا (اگلے دن علی علیہ السلام کو پرچم عطا فرمایا)۔

ابی عمر یوسف بن عبد اللہ، کتاب استیعاب میں، جلد3، صفحہ1099، روایت1855۔

حافظ ابی نعیم، حلیة الاولیاء میں، جلد1، صفحہ62۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ337۔

گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب14، صفحہ98 میں۔

سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ168۔

بلاذری، کتاب انساب الاشراف میں، جلد1، صفحہ94، حدیث12۔

بخاری، صحیح بخاری میں، جلد5، صفحہ79، حدیث220، بابِ فضائلِ اصحاب النبی۔

ابن ماجہ اپنی کتاب میں، جلد1، صفحہ43، حدیث117۔

(متقی ہندی، کنز العمال، ج13، ص121 (مؤسسة الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

بہت سی روایات جو اس ضمن میں موجود ہیں، اُن سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُس دن (روزِ فتح خیبر) شروع میں دوسرے سردار اس قلعہ کو فتح کرنے کیلئے گئے لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ پس رسولِ خدا نے علی علیہ السلام کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ علی علیہ السلام کے جانے پر اور درِ خیبر کے اکھاڑنے پر یقینی فتح نصیب ہوئی۔

چھتیسویں روایت:

علی (ع) ہادی و مہدی ہیں اور اُن کا راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے:

عَنْ حذیفۃ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم اِنْ وَلُّوا علیاً فَھَادِیاً مَھْدِیاً (وَجَاءَ فِی رِوَایَۃٍ اُخْریٰ اِنَّہٗ قَال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) اِنْ تُوَلُّوْا عَلِیاً وَجَدْتُمُوْہُ ھَادِیاً مَھْدِیاً یَسْلُکُ بِکُمْ عَلَی الطَّرِیْقِ الْمُسْتَقِیْم۔

حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ص نے فرمایا کہ اگر تم نے ولایت اور سرداری علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو قبول کیا (تو جان لو) کہ علی ہدایت کرنے والے ہیں اور خود ہدایت یافتہ ہیں اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ اگر تم ولایتِ علی کو قبول کروگے تو تم اُس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤگے اور وہ تمہیں صراطِ مستقیم پر چلانے والا ہے۔

ابن عمر یوسف بن عبد اللہ، استیعاب، ج3، ص1114، روایت 1855 کا تسلسل۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی، جلد3، صفحہ 68، حدیث 1110۔

حافظ ابو نعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء میں، جلد1، صفحہ 64۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7، صفحہ 361 (آخرِ بابِ فضائلِ علی)۔

بلاذری، انساب الاشراف، ج2، صفحہ 102، حدیث 34 (اشاعت اوّل، بیروت)۔

خطیب، تاریخ بغداد، باب شرح حال ابی الصلت الھروی، ج11، ص47، شمارہ 5728۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ 142، بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

(متقی ہندی، کنز العمال، ج11، ص612(مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

:سینتیسویں روایت

:پیغمبر اکرم(ص) کا علی(ع) وفاطمہ(ع) کے گھر کے دروازے پر آیت تطہیر کی تلاوت کرنا

عَنْ اَبِی الْحُمْرَاءِ قَالَ اَقَمْتُ بِالْمَدِیْنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ کَیَوْمٍ وَاحِدٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ یَجِیْءُ کُلَّ غَدَاةٍ فَیَقُوْمُ عَلٰی بَابِ فَاطِمَةَ یَقُوْلُ:
(اَلصَّلَاة" اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْراً۔(سورہ احزاب: آیت33

ابی الحمراء سے روایت کی گئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں سات ماہ تک متواتر مدینہ میں قیام پذیر رہا(اور اس چیز کا مشاہدہ کرتا رہا)۔رسولِ خدا (ص) ہر روز صبح تشریف لاتے اور خانۂ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پر رُکتے اور فرماتے" الصَّلاة" اور پھر فرماتے: اے اہلِ بیت! سوائے اس کے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور تم کو ایسا پاک کر دے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امیر المؤمنین، ج1، حدیث320 تا322۔

بلاذری، انساب الاشراف، ج2، ص157، 215اور اشاعتِ بیروت، صفحہ104۔

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب62، صفحہ242۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب5، صفحہ51۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ158۔

ابن کثیر اپنی تفسیر میں، جلد3، صفحہ483، آیۂ تطہیر کے ذیل میں۔

(متقی ہندی، کنز العمال، ج13، ص646 (موٴسسة الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

:اڑہتیسویں روایت

:جس نے علی(ع) کو تکلیف پہنچائی اُس نے گویا پیغمبر(ص) کو تکلیف پہنچائی ہے

عَنْ عَمْرُوبْنِ شٰاسٍ اَنَّہ سَمِعَ النَّبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ آذیٰ عَلِیّاًفَقَدْ آذانِیْ۔

عمروبن شاس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر اکرم(ص) سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ جس کسی نے علی کو اذیت پہنچائی، اُس نے گویا مجھے اذیت پہنچائی ہے۔

:یہی روایت کتاب استیعاب میں بہتر طور پر اور تفصیل سے بیان کی گئی ہے یعنی پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ

مَنْ اَحَبَّ عَلِیّاًفَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیّاًفَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ آذیٰ عَلِیّاًفَقَدْ آذانِیْ وَمَنْ آذانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہ۔

جس کسی نے علی علیہ السلام سے محبت کی، اُس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس کسی نے علی علیہ السلام سے بغض رکھا، اُس نے گویا مجھ سے بغض رکھا اور جس کسی نے علی کو اذیت پہنچائی، اُس نے گویا مجھے اذیت پہنچائی اور جس کسی نے مجھے اذیت پہنچائی، اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی ہے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حال امام علی، جلد1، صفحہ388، حدیث495 (شرح محمودی)۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ122۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، باب مناقبِ سبعون، صفحہ275، حدیث9۔

احمد بن حنبل، المسند، حدیث بعنوان "حدیثِ عمرو بن شاس الاسلمی"، جلد3، صفحہ483، اشاعت اوّل۔

ابی عمر یوسف بن عبد اللہ، استیعاب، ج3، ص1101، روایت1855 اور صفحہ 1183

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب68، صفحہ276۔

بلاذری، انساب الاشراف، حدیث147، ج2، ص146، اشاعت بیروت، اوّل۔

سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں، صفحہ172۔

(متقی ہندی، کنز العمال، ج11، صفحہ 601 (موٴسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنج

اُنتالیسویں روایت:

زندگی اور موت میں رسول(ص) کے ساتھ اور جنت میں رسول(ص) کے ہمراہ ہونا، یہ سب علی(ع) کی ولایت کے اقرار کے ساتھ مشروط ہیں:

عَنْ زَیدِابنِ اَرْقَمْ قٰالَ، قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہِ وَسَلَّم مَنْ یُرِیْدُ اَنْ یَحْیٰی حَیٰاتِیْ وَیَمُوْتَ مَوْتِیْ وَیَسْکُنَ جَنَّۃَ الْخُلْدِالَّتِیْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ، فَلْیَتَوَلِّ عَلَیَّ ابنَ اَبِیْ طَالِب فَاِنَّہُ لَنْ یُخْرِجَکُمْ مِنْ ھُدیً وَلَنْ یُدْخِلَکُمْ فِیْ ضَلاٰلَۃٍ۔

زید بن ارقم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ(ص) نے فرمایا کہ جو کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اُس کی زندگی اور موت میری نسبت سے منسلک رہے اور وہ جنت جس کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اُسے نصیب ہو، اُس کو چاہیے کہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے محبت رکھے کیونکہ وہ یقینا تمہیں ہدایت کے راستہ سے ہٹنے نہیں دیں گے اور یقینا گمراہی میں پڑنے نہیں دیں گے۔

حاکم، المستدرک میں، جلد3، صفحہ128۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب43، صفحہ 149،150۔

حافظ ابی نعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء، جلد1 (صفحہ86)۔

(متقی ہندی، کنز العمال، ج 11، ص 611 (مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

:چالیسویں روایت

:پیغمبر (ص) کا علی (ع) کی شہادت کی خبر دینا اور آپ کے قاتل کو سب سے زیادہ شقی القلب قرار دینا

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ صُھَیبٍ، عَنْ اَبِیہِ قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ قَالَ لِی رَسُولُ اللہ مَنْ اَشْقَی الْاَوَّلِینَ ؟ قُلْتُ: عَاقِرُ النَّاقَۃِ۔ قَالَ صَدَقْتَ، فَمَنْ اَشْقَی الآخِرِینَ ؟ قُلْتُ لَا عِلْمَ لِی رَسُولُ اللہِ قَالَ الَّذِی یَضْرِبُکَ عَلٰی ھٰذِہِ وَاَشَارَ بِیَدِہِ اِلٰی یَافُوخِہِ وَکَانَ (عَلِیٌّ) یَقُولُ: وَدَدْتُ اَنَّہٗ قَدِ انْبَعَثَ اَشْقَاکُم فَخَضَبَ ھٰذِہِ مِنْ ھٰذِہِ۔ یَعْنِی لِحْیَتَہٗ مِنْ دَمِ رَأْسِہِ۔

عثمان بن صہیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ پہلے آنے والوں میں بدبخت ترین شخص کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ ناقۂ صالح کو کاٹنے والا۔ آپ نے فرمایا: یا علی! تم نے سچ کہا، اور آخر میں آنے والوں میں بدبخت ترین شخص کون ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نہیں جانتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی تمہارے سر پر مارے گا اور اپنے ہاتھ سے علی کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ علی ساتھ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ شقی ترین شخص اُٹھے اور میری ریش کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حالِ علی، جلد 3، صفحہ 282، حدیث 1371۔

ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد 7، صفحہ 324۔

ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد 9، صفحہ 136۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب 59، صفحہ 216 اور 339۔

(متقی ہندی، کنز العمال، ج 13، ص 190 (مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم

گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، صفحہ 463۔

سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ 173۔

خطیب، تاریخ بغداد میں، جلد1، صفحہ 135 (بابِ حالِ علی، شمارہ 1) اور دوسرے۔

:اس ضمن میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ منجملہ روایتِ ابی رافع کہ وہ کہتے ہیں کہ

:پیغمبر اسلام نے علی علیہ السلام سے فرمایا

اَنْتَ تُقْتَلُ عَلٰی سُنَّتِی۔

یا علی! تم میری سنت اور روش پر قتل کیے جاؤ گے۔

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب شرح حالِ امام علی، جلد3، ص269، حدیث 1347 اور دوسرے۔

اہل سنت حضرات کا امام حسین (ع) پر مرثیہ اہل سنت کا امام حسین (ع) کے لیے عزاداری کرنا پڑھنا

ابو الفرج ابن جوزی حنبلی کا مرثیہ پڑھنا:

لما أسر العباس یوم بدر سمع رسول اللہ (ص) أنینہ فما نام، فکیف لو سمع أنین الحسین؟ لما أسلم وحشي قال لہ: غیب وجھک عني. ھذا واللہ والمسلم لا یؤاخذ بما کان في الکفر، فکیف یقدر الرسول (ص) أن یبصر من قتل الحسین؟ قولہ تعالی) ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا(لقد جمعوا في ظلم الحسین ما لم یجمعہ أحد، ومنعوہ أن یرد الماء فیمن ورد، وأن یرحل عنھم إلی بلد، وسبوا أھلہ وقتلوا الولد، وما ھذا حد دفع عن الولایۃ ھذا سوء معتقد. نبع الماء من بین أصابع جدہ فما سقوہ منہ قطرۃ.

جب پیغمبر اکرم (ص) کے چچا عباس جنگ بدر میں اسیر ہوئے تو پیغمبر اکرم نے ان کے رونے کی آواز سنی اور ان کے گریے کی آواز نے پیغمبر ص کی نیند اڑا دی، پس اگر پیغمبر امام حسین کے رونے کی آواز سنتے تو ان کی کیا حالت ہوتی؟! جس وقت جناب حمزہ کا قاتل مسلمان ہوا، تو پیغمبر (ص) نے اس سے فرمایا: اپنا چہرا مجھ سے چھپالے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری نگاہ تجھ پر پڑے۔ پیغمبر کا یہ رویہ اس وقت کا ہے کہ جب خدا کی قسم پیغمبر مسلمانوں سے زمانہ کفر میں انجام دیئے ہوئے کاموں کے بارے میں بھی مواخذہ نہیں کرتے تھے، ان تمام تر حالات کے باوجود پیغمبر (ص) کس طرح امام حسین (ع) کے قاتل کو دیکھتے۔ خداوند عالم فرماتا ہے: وہ شخص جو مظلوم قتل کیا گیا ہو اس کے وارثوں کو ہم نے حق قصاص دیا ہے۔ امام حسین پر اتنا ظلم کیا گیا جتنا کسی پر بھی نہیں کیا گیا، ان کو پانی سے روکا گیا، ان کو کسی دوسرے شہر نہیں جانے دیا گیا، ان کے خانوادہ کو اسیر کیا گیا، ان کے بچوں کو قتل کر دیا گیا، اتنا زیادہ ظلم اس شخص کے ساتھ نہیں کیا جاتا جو حکومت سے فردی مقابلہ کرے۔ بلکہ یہ یزید کے فاسد عقائد کی نشاندہی کرتا ہے۔ پانی تو ان کے جدّ کی انگلیوں سے بہتا تھا، مگر ایک قطرہ آب بھی اس کو نہیں دیا۔

كان الرسول (ص) من حب الحسين يقبل شفتيه ويحمله كثيرا على عاتقيه، ولما مشى طفلا بين يدي المنبر نزل إليه، فلو رآه ملقى على أحد جانبيه والسيوف تأخذه والأعداء حواليه والخيل قد وطئت صدره ومشت على يديه ودماؤه تجري بعد دموع عينيه لضج الرسول مستغيثا من ذلك ولعز عليه.

كربلاء مازلت كربا وبلا مالقي عندك أهل المصطفي

ما أري حزنكم ينسي ولا رزأكم يسلي ولو طال المدي

پیغمبر اکرم امام حسین کو اتنا چاہتے تھے کہ ہمیشہ آپ کے لبوں کو بوسے دیتے تھے اور آپ کو بہت زیادہ اپنے کاندھوں پر بٹھاتے تھے، اور جب امام حسین بچپنے میں منبر کے سامنے سے گزر رہے تھے، تو آنحضرت منبر سے نیچے آگئے تھے اور امام حسین کو آغوش میں لے لیا تھا، اب اگر پیغمبر حسین کو اس عالم میں دیکھتے تھے کہ آپ (ع) کسی ایک پہلو پہ پڑے ہوئے ہیں، تلواروں نے اسے گھیر رکھا ہے، دشمن اس کے اطراف میں کھڑے ہوئے ہیں، گھوڑوں نے اس کے سینے کو پامال کر دیا ہے اور ان کے ہاتھوں پر سے گزر گئے ہیں اور اس کی دونوں آنکھوں سے مسلسل اشک جاری ہیں، تو یقینا پیغمبر اکرم باآواز بلند گریہ کرتے اور استغاثہ کرتے اور یہ ماجرا ان کے لیے بہت دردناک ثابت ہوتا۔

اے کربلا تو ہمیشہ سختی اور بلا کے ہمراہ رہی ہے،

اہل بیت پیغمبر تمہاری وجہ سے کن کن سختیوں میں مبتلا ہوئے ہیں،

مجھے نہیں لگتا کہ تمہارا غم واندوہ فراموش کیا جاسکے گا،

اور مجھے نہیں لگتا کہ تمہارا غم کبھی تسلی پائے گا،

چاہے جتنا عرصہ دراز ہی کیوں نہ گزر جائے۔

. ابن جوزي، التبصرة ج2، صص16-17

:سبط ابن جوزی حنفی کی مرثیہ خوانی

وقد سئل في يوم عاشوراء زمن الملك الناصر صاحب حلب أن يذكر للناس شيئا من مقتل الحسين فصعد المنبر وجلس طويلا لا يتكلم ثم وضع المنديل على وجهه وبكى شديدا ثم أنشأ يقول وهو يبكي :

ويل لمن شفعاؤه خصماؤه والصور في نشر الخلائق ينفخ

لا بد أن ترد القيامة فاطم وقميصها بدم الحسين ملطخ

ثم نزل عن المنبر وهو يبكي وصعد الي الصالحية وهو كذلك

بادشاہ ناصر کے زمانے میں حلب کے گورنر نے سبط ابن جوزی سے درخواست کی کہ وہ لوگوں کے سامنے تھوڑا سا امام حسین کا مقتل بیان کرے، یعنی مصائب امام حسین بیان کریں۔ وہ منبر پر گئے اور کافی دیر خاموش رہے، پھر ایک رومال چہرے پر رکھا اور بہت شدت سے رونے لگے، اور یہ اشعار روتے روتے پڑھ رہے تھے:

اس شخص کے حال پر وائے ہو کہ جس کے شفیع اس کے دشمن ہو جائیں۔

جب مخلوقات کو محشور کرنے کے لیے صور پھونکا جائے گا،

تو یقینا جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا روز قیامت وارد ہوں گی، اس عالم میں کہ آپ کا لباس امام حسین کے خون سے آلودہ ہو گا۔

اسی گریے کے عالم میں ابن جوزی منبر سے نیچے آئے اور گریہ کرتے ہوئے مدرسہ صالحیہ چلے گئے۔

البداية والنهاية، ج17، ص344- 245

بدر الدين العينى، عقد الجمان في تاريخ أهل الزمان، ص30

عبد القادر بن محمد النعيمي الدمشقي، الدارس في تاريخ المدارس، ج1، ص367

عبد القادر بدران، منادمة الأطلال ومسامرة الخيال، منادمة الأطلال، ج1، ص155

:ایک سنّی حنفی عالم کو جناب فاطمہ زہرا (س) کا امام حسین (ع) کے لیے نوحہ خوانی کرنے کا حکم

حدثني أبي، قال: خرج إلينا يوماً، أبو الحسن الكاتب، فقال: أتعرفون ببغداد رجلاً يقال له: ابن أصدق؟ قال: فلم يعرفه من أهل المجلس غيري، فقلت: نعم، فكيف سألت عنه؟ فقال: أي شيء يعمل؟ قلت: ينوح على الحسين عليه السلام. قال: فبكى أبو الحسن، وقال: إن عندي عجوزاً ربتني من أهل كرخ جدان عفطية اللسان، الأغلب على لسانها النبطية، لا يمكنها أن تقيم كلمة عربية صحيحة، فضلاً عن أن تروي شعراً، وهي من صالحات نساء المسلمين، كثيرة الصيام والتهجد. وإنها انتبهت البارحة في جوف الليل، ومرقدها قريب من موقعي، فصاحت بي: يا أبا الحسن. فقلت: مالك؟ فقالت: الحقني. فجئتها، فوجدتها ترعد، فقلت: ما أصابك؟ فقالت: إني كنت قد صليت وردي فنمت، فرأيت الساعة في منامي، كأني في درب من دروب الكرخ، فإذا بحجرة نظيفة بيضاء، مليحة الساج، مفتوحة الباب، ونساء وقوف عليها. فقلت لهم: من مات؟ وما الخبر؟ فأومأوا إلى داخل الدار. فدخلت فإذا بحجرة لطيفة، في نهاية الحسن، وفي صحنها امرأة شابة لم أر قط أحسن منها، ولا أبهى ولا أجمل، وعليها ثياب حسنة بياض مروي لين، وهي ملتحفة فوقها بإزار أبيض جداً، وفي حجرها رأس رجل يشخب دماً .

میرے والد مجھ سے نقل کرتے ہیں کہ: ایک روز ابو الحسن کاتب (کرخی) میرے پاس آئے اور کہا کہ کیا تم بغداد میں کسی ابن اصدق نامی شخص کو پہچانتے ہو؟ اس محفل میں میرے علاوہ ان کو کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا، میں نے جواب دیا، ہاں میں ان کو پہچانتا ہوں، کیا ہو گیا ہے، جو تم ان کے بارے میں اتنی جستجو کر رہے ہو؟ ابو الحسن نے کہا: ابن اصدق کیا کرتا ہے؟ میں نے کہا: امام حسین کے لیے نوحہ خوانی کرتا ہے۔ اس وقت ابو الحسن کرخی رونے لگے اور فرمایا: میرے پاس ایک ضعیف خاتون ہے، جس کے ذمے بچپنے سے میری

پرورش تھی، وہ کرخ جدان کے اطراف کی رہنے والی ہے، اور وہ گفتگو کرنے سے یا عربی بولنے سے قاصر ہے اور وہ عربی کا ایک کلمہ بھی صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر سکتی، پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی شعر نقل کرے۔۔۔ نیم شب میں بیدار ہوئی، اس کے سونے کی جگہ میری جگہ سے نزدیک ہے، اس نے فریاد کی اے ابو الحسن میرے پاس آئیں! میں نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ جب میں اس کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ کانپ رہی ہے، میں نے پوچھا کیا ہوا تمہارے ساتھ؟ اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کرخ کے ایک دروازے کے سامنے کھڑی ہوں، میں نے ایک صاف ستھرا کمرا دیکھا جس کی دیواریں سفید اور تھوڑی سرخ تھیں، دروازہ کھلا ہوا تھا اور خواتین دروازے پر کھڑی ہوئی تھیں، میں نے ان خواتین سے پوچھا کہ کون دنیا سے چلا گیا ہے؟ آخر کیا بات ہے؟ انہوں نے کمرے کی طرف اشارہ کیا، جب میں کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا کمرا بہت خوبصورت ہے اور اس کے کمرے کے بیچ و بیچ ایک خاتون موجود ہیں جس سے نیک اور خوبصورت خاتون میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی، ایک سفید رنگ کا لمبا لباس زیب تن کیے ہوئے تھی اور اس کے اوپر ایک بہت ہی سفید چادر اوڑھے ہوئے تھی، جس کے دامن میں ایک کٹا ہوا سر تھا، جس سے خون ابل رہا تھا۔

فقلت: من أنت؟ فقالت: لاعلیک، أنا فاطمة بنت رسول الله، وھذا رأس ابن الحسین، علیہ السلام، قولي لابن أصدق عني أن ینوح: لم أمرضه فأسلو. . . لاولا کان مریضا فانتبھت فزعة. قال: و قالت العجوز: لم أمرطه، بالطاء، لأنھالا تتمکن من إقامة الضاد، فسکنت منھا إلی أن نامت. ثم قال لي: یا أبا القاسم مع معرفتک الرجل، قد حملتک الأمانة، ولزمتک، إلی أن تبلغھا له. فقلت: سمعاً وطاعة، لأمر سیدة نساء العالمین. قال: وکان ھذا في شعبان، والناس إذ ذاک یلقون جھداً جھیداً من الحنابلة، إذا أرادوا الخروج إلی الحائر. فلم أزل أتلطف، حتی خرجت، فکنت في الحائر، لیلة النصف من شعبان. فسألت عن ابن أصدق، حتی رأیته. فقلت له: إن فاطمة علیھا السلام، تأمرک بأن تنوح بالقصیدة التي فیھا: لم أمرضه فأسلو. . . لاولا کان مریضا وما کنت أعرف القصیدة قبل ذلک. قال: فانزعج من ذلک، فقصصت علیه، وعلی من حضر، الحدیث، فأجھشوا بالبکاء، وماناح تلک اللیلة إلا بھذہ القصیدة.

و أولھا: أیھا العینان فیضا. . . واستھلالا تغیضا

میں نے پوچھا آپ کون ہیں ؟ جواب دیا: مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں، میں پیغمبر اکرم (ص) کی بیٹی فاطمہ ہوں اور یہ میرے بیٹے حسین کا سر ہے، میری طرف سے ابن اصدق سے کہنا کہ وہ یہ نوحہ پڑھے کہ، میرا بیٹا مریض نہیں تھا یہ سوال کرو، اور اس واقعہ سے پہلے بھی بیمار نہیں تھا۔

ابو الحسن نے مجھ سے کہا: اے ابو القاسم جبکہ تم ابن اصدق کو پہچانتے ہو تو امانتداری سے کام لو اور اس خبر کو ابن اصدق تک پہنچا دو، میں نے جواب دیا کہ شہزادی کونین کے حکم کی اطاعت کروں گا۔ ابو القاسم تنوخی آگے فرماتے ہیں: یہ واقعہ ماہ شعبان کا ہے، جس زمانے میں لوگ جب امام حسین کی زیارت کے لیے جاتے تھے تو ان کو حنبلیوں کی طرف سے بہت مصیبتیں اٹھانا پڑتی تھیں، میں نے بہت جدوجہد کی اور آخر کار نیمہ ماہ شعبان میں حائر حسینی تک پہنچ گیا۔ پھر ابن اصدق کی تلاش میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ میں نے ان سے ملاقات کی، میں نے ان سے کہا: جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے آپ کو ایک حکم دیا ہے کہ (امام حسین ع پر) ایک قصیدہ بعنوان نوحہ پڑھو جس میں مذکورہ شعر شامل ہو۔ میں نے ابن اصدق سے کہا اس واقعہ سے پہلے میں اس قصیدہ سے واقف نہیں تھا، ابن اصدق کی کیفیت بدلنے لگی۔ میں نے خواب کو بطور کامل ان کے لیے اور تمام حاضرین کے لیے نقل کیا، سب نے بہت گریہ کیا اور تمام رات اسی نوحہ کو دوہراتے رہے۔ اس قصیدہ کا پہلا شعر یہ ہے: اے دونوں آنکھوں اشک برساؤ اور خوب گریہ کرو، اس طرح کہ تمہارے آنسو خشک نہ ہونے پائیں۔

نشوار المحاضرة وأخبار المذاكرة، ج1، صص396-397؛ بغية الطلب في تاريخ حلب، ج6، صص2654-265

:جناب فاطمہ زہرا (س) کا شیعہ اور سنی دونوں کو امام حسین (ع) پر نوحہ خوانی کرنے کا حکم

قال ابن عبد الرحيم حدثني الخالع قال كنت مع والدي في سنة ست وأربعين وثلاثمائة وأنا صبي في مجلس الكبوذي في المسجد الذي بين الوراقين والصاغة وهو غاص بالناس وإذا رجل قد وافى وعليه مرقعة وفي يده سطيحة وركوة ومعه عكاز وهو شعث فسلم على الجماعة بصوت يرفعه ثم قال أنا رسول فاطمة الزهراء صلوات الله عليها فقالوا مرحبا بك وأهلا ورفعوه فقال أتعرفون لي أحمد المزوق النائح فقالوا ها هو جالس فقال رأيت مولاتنا عليها السلام في النوم فقالت لي امض إلى بغداد واطلبه وقل له نح على ابني بشعر الناشيء الذي يقول فيه :

بني أحمد قلبي لكم يتقطع بمثل مصابي فيكم ليس يسمع

وكان الناشيء حاضرا فلطم لطما عظيما على وجهه وتبعه المزوق والناس كلهم وكان أشد الناس في ذلك الناشيء ثم المزوق ثم ناحوا بهذه القصيدة في ذلك اليوم إلى أن صلى الناس الظهر وتقوض المجلس وجهدوا بالرجل أن يقبل شيئا منهم فقال والله لو أعطيت الدنيا ما أخذتها فإنني لا أرى أن أكون رسول مولاتي عليها السلام ثم آخذ عن ذلك عوضا وانصرف ولم يقبل شيئا

ابن عبد الرحیم کہتے ہیں کہ: مجھ سے خالع نے بیان کیا ہے کہ جب وہ چھوٹا تھا تو 236 ہجری میں اپنے والد کے ساتھ کبوذی (محدث) کی مجلس میں گیا، جو کتاب فروشی کے بازار اور صرافہ بازار کے بیچ میں تھی، مجلس مجمعے سے بھری ہوئی تھی، اچانک ایک شخص داخل ہوا، ایک قبا اپنے دوش پر ڈالے ہوئے تھا، ایک ہاتھ میں پانی کی مشک اور کھانے کا تھیلا لیے ہوئے تھا اور دوسرے ہاتھ میں عصا، باآواز بلند سلام کیا اور فرمایا: میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا فرستادہ ہوں، لوگوں نے کہا: خوش آمدید اور اس کا اکرام کیا، اس نے کہا: کیا آپ لوگ مجھے نوحہ خوان احمد مزوق سے ملا سکتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں یہی تو ہے، جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، اس نے کہا: میں نے خواب میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو دیکھا کہ آپ (س) نے مجھ سے فرمایا: بغداد جاؤ اور احمد مزوق کو تلاش کرو اور اس سے کہو کہ وہ میرے بیٹے حسین پر نوحہ پڑھے۔ ناشی کے اس شعر کے ساتھ جس میں اس نے کہا ہے کہ :

اے احمد کے بیٹو! میرا دل تمہارے ماتم سے پھٹ رہا ہے۔

اس ماتم کے سبب سے جو بھی میرے دل پر گزری ہے، وہ کسی بھی شخص کے بارے میں سنی نہیں گئی۔

ناشی بھی اس مجلس میں موجود تھا، اس نے اپنے چہرے پر بہت زور سے ہاتھ مارا، اس کو دیکھ کر احمد مزوق نے اور تمام حاضرین نے بھی اپنے چہروں پر مارنا شروع کر دیا اور ایک شور گریہ بلند ہو گیا۔ سب سے زیادہ ناشی اور اس کے بعد مزوق متاثر ہوئے، اس کے بعد اسی قصیدہ کے ساتھ نوحہ پڑھا گیا، یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا اور مجلس ختم ہو گئی اور لوگ منتشر ہو گئے۔ ان لوگوں نے بہت کوشش کی کہ آنے والا مسافر کوئی تحفہ قبول کر لے، مگر اس نے کسی بھی تحفہ کو قبول نہیں کیا، اور اس نے کہا: خدا کی قسم اگر تم لوگ ساری دنیا بھی مجھے دیدو گے تب بھی میں لینے والا نہیں ہوں، یہ مناسب نہیں ہے کہ میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا پیغام رساں بنوں اور اس کے بدلے میں تم سے پیسے لوں، آخر کار شہزادی کونین کا فرستادہ واپس چلا گیا اور کچھ بھی قبول نہیں کیا۔

معجم الأدباء، ج4، صص 149-150

رسول خدا (ص) کا امام حسین (ع) کے غم میں گریہ کرنا:

اہل سنت روایات:

حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب المستدرک علي الصحيحين میں لکھا ہے کہ:

أخبرنا) أبو عبد الله محمد بن علي الجوهري ببغداد ثنا أبو الأحوص محمد بن الهيثم القاضي ثنا محمد بن مصعب ثنا الأوزاعي عن أبي عمار شداد) بن عبد الله عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَي رَسُولِ اللّٰہِ ص فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰہِ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ حُلْماً مُنْكَراً قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهُ شَدِيدٌ قَالَ مَاهُوَ قَالَتْ رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حَجْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ (صلي الله عليه وآله وسلم) خَيْراً رَاَيْتِ تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَاماً فَيَكُونُ فِي حَجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ (عليه السلام) فَقَالَتْ وَكَانَ فِي حَجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ (صلي الله عليه وآله وسلم)

فَدَخَلْتُ بِهِ يَوْماً عَلَي النَّبِيّ ص فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ (صلي الله عليه وآله وسلم) تُهْرَاقَانِ بِالدُّمُوعِ فَقُلْتُ. بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ قَالَ أَتَانِي جَبْرَئِيلُ (عليه السلام) فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هَذَا وَ أَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاء.

ام الفضل حارث کی بیٹی ایک دن حضور رسول خدا (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ کل رات میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔ رسول خدا (ص) نے فرمایا کہ کیا خواب دیکھا ہے؟ کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے بدن کا ایک ٹکڑا آپ کے بدن سے الگ ہو کر میری گود میں آ گرا ہے۔ رسول خدا (ص) نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ بہت جلد فاطمہ (ع) کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہو گا اور وہ بچہ تمہاری گود میں آئے گا۔ کہتی ہے کہ جب حسین (ع) دنیا میں آئے تو میں نے انکو اپنی گود میں اٹھایا۔ ایک دن میں حسین (ع) کو گود میں اٹھائے رسول خدا (ص) کے پاس گئی۔ وہ حسین (ع) کو دیکھتے ہی اشک بہانے لگے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ابھی جبرائیل مجھ پر نازل ہوا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو میرے بعد جلدی شہید کر دے گی پھر اس نے مجھے شہادت والی جگہ کی خاک بھی دکھائی اور دی ہے۔

حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

هذا حديث صحيح علي شرط الشيخين ولم يخرجاه.

یہ حدیث بخاری اور مسلم کے نزدیک بھی صحیح ہے، لیکن ان دونوں نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا۔

المستدرک، الحاکم النيسابوري، ج3، ص176 – 177

تاریخ مدينة دمشق، ابن عساکر، ج14، ص196 – 197

البداية والنهاية، ابن کثير، ج6، ص258

اور اسی حاکم نیشاپوری نے ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ:

أخبرناه أبو الحسين علي بن عبد الرحمن الشيباني بالكوفة ثنا أحمد بن حازم الغفاري ثنا خالد بن مخلد القطواني قال حدثني موسي بن يعقوب الزمعي أخبرني هاشم بن هاشم بن عتبة بن أبي وقاص عن عبد الله بن وهب بن زمعة قال أخبرتني أم سلمة رضي الله عنها ان رسول

الله صلي الله عليه وآله اضطجع ذات ليلة للنوم فاستيقظ وهو حائر ثم اضطجع فرقد ثم استيقظ وهو حائر دون ما رأيت به المرة الأولي ثم اضطجع فاستيقظ وفي يده تربة حمراء يقبلها فقلت ماهذه التربة يارسول الله قال أخبرني جبريل (عليه الصلاة والسلام) ان هذا يقتل بأرض العراق للحسين فقلت لجبريل أرني تربة الأرض التي يقتل بها فهذه تربتها هذ حديث صحيح علي شرط الشيخين ولم يخرجاه .

عبد اللہ ابن زمعہ کہتا ہے کہ: ام سلمہ نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک دن رسول خدا صلي الله عليه وآلہ وسلم سو رہے تھے کہ اچانک پریشانی کی حالت میں بیدار ہوئے، پھر دوبارہ سو گئے اور دوبارہ بیدار ہوئے تو ان کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی خاک تھی، جس کو وہ سونگھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کونسی خاک ہے؟ فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین کو عراق میں شہید کر دیا جائے گا اور یہ اسی سر زمین کی خاک ہے، جہاں پر حسین کو شہید کیا جائے گا۔ اس پر میں نے جبرائیل سے چاہا کہ اس سر زمین کی خاک مجھے دکھائے۔ یہ خاک وہی خاک ہے جو اب میرے ہاتھ میں ہے۔

حاکم نیشاپوری کہتا ہے کہ: یہ حدیث بخاری و مسلم کے مطابق بھی صحیح ہے، لیکن انھوں نے اپنی اپنی کتاب میں اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔

المستدرک، الحاکم النيسابوري، ج4، ص398

: طبرانی نے معجم کبیر، ہیثمی نے مجمع الزوائد اور متقی ہندی نے کنز العمال میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے

وعن أم سلمة قالت كان رسول الله صلي الله عليه وسلم جالسا ذات يوم في بيتي قال لايدخل علي أحد فانتظرت فدخل الحسين فسمعت نشيج رسول الله صلي الله عليه وسلم يبكي فأطلت فإذا حسين في حجره والنبي صلي الله عليه وسلم يمسح جبينه وهو يبكي فقلت والله ماعلمت حين دخل فقال إن جبريل عليه السلام كان معنا في البيت قال أفتحبه قلت أما في الدنيا فنعم قال إن أمتك ستقتل هذا بأرض يقال لها كربلاء فتناول جبريل من تربتها فأراها النبي صلي الله عليه وسلم فلما أحيط بحسين حين قتل قال ما اسم هذه الأرض قالوا كربلاء فقال صدق الله ورسوله كرب وبلاء، وفي رواية صدق رسول الله صلي الله عليه وسلم أرض كرب وبلاء .

:ام سلمہ کہتی ہے کہ رسول خدا(ص) نے کہا کہ

اے ام سلمہ کسی کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ دینا۔ تھوڑی دیر بعد حسین(ع) آئے اور اصرار کر کے رسول خدا(ص) کے کمرے میں چلے گئے اور ان کی کمر مبارک پر بیٹھ گئے۔ رسول خدا(ص) نے حسین(ع) کے بوسے لینا شروع کر دیئے۔ اس پر فرشتے نے رسول خدا(ص) سے کہا کہ کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا کہ آپ کے بعد آپکی امت اس کو شہید کرے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپکو شہادت کی جگہ بھی دکھا سکتا ہوں۔ رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ ہاں دکھاؤ۔ پھر فرشتہ رسول خدا(ص) کو ایک سرخ رنگ کی خاک کی ڈھیری کے پاس لایا۔

ام سلمہ کہتی ہے کہ: پھر فرشتے نے تھوڑی سی خاک رسول خدا(ص) کو دکھائی۔

جب دشمن کے لشکر نے امام حسین(ع) کو محاصرے میں لیا ہوا تھا اور وہ امام حسین(ع) کو شہید کرنا چاہتے تھے، تو امام نے ان سے پوچھا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا کہ اس کا نام کربلا ہے۔ امام حسین نے فرمایا کہ رسول اکرم(ص) نے سچ فرمایا تھا کہ یہ زمین کرب و بلا ہے۔

:ہیثمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے کہ

.رواه الطبراني بأسانيد ورجال أحدها ثقات

اسی روایت کو طبرانی نے بھی نقل کیا ہے اور اسکے سارے راوی ثقہ ہیں۔

المعجم الكبير، الطبراني، ج23، ص289 – 290

مجمع الزوائد، الهيثمي، ج9، ص188 – 189 و

.... كنز العمال، المتقي الهندي، ج13، ص656 – 657 و

اسی طرح، ہیثمی مجمع الزوائد میں، ابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق میں، مزّی تھذیب الکمال میں اور ابن حجر عسقلانی تھذیب التھذیب میں لکھتے ہیں کہ :

عن أم سلمة قالت کان الحسن والحسین یلعبان بین یدي رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم في بیتي فنزل جبریل فقال یا محمد إن أمتک تقتل ابنک ھذا من بعدک وأومأ بیدہ إلي الحسین فبکي رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم وضمہ إلي صدرہ ثم قال رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم یا أم سلمة ودیعة عندک ھذہ التربة فشمھا رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم وقال ویح وکرب وبلاء قالت وقال رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم یا أم سلمة إذا تحولت ھذہ التربة دما فاعلمي أن ابني قد قتل قال فجعلتھا أم سلمة في قارورة ثم جعلت تنظر إلیھا کل یوم وتقول إن یوما تحولین دما لیوم عظیم.

ام سلمہ سے روایت ہوئی ہے کہ: امام حسن و حسین علیہما السّلام میرے گھر میں اور رسول خدا صلّي اللہ ّعلیہ و آلہ کے سامنے کھیل رہے تھے کہ اسی وقت جبرائیل نازل ہوا اور کہا اے محمد (ص) آپ کی رحلت کے بعد آپ کی امت آپکے اس بیٹے حسین (ع) کو شہید کرے گی۔ رسول خدا صلّي اللہ ّعلیہ و آلہ نے گریہ کیا اور حسین علیہ السلام کو سینے سے لگالیا۔

پھر رسول خدا صلّي اللہ ّعلیہ و آلہ نے وہ خاک جو جبرائیل نے رسول خدا (ص) کو دی تھی، اپنے ہاتھ میں لیا سونگھا اور فرمایا کہ اس خاک سے کرب و بلا کی بو آ رہی ہے۔ پھر اس خاک کو ام سلمہ کو دیا اور فرمایا کہ اے ام سلمہ اس کا خیال رکھنا اور جب یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا حسین (ع) شہید ہو گیا ہے۔

ام سلمہ نے خاک کو ایک شیشی میں رکھ دیا اور ہر روز اس کو دیکھا کرتی تھی اور خاک سے کہتی تھی کہ اے خاک جس دن تو خون میں تبدیل ہو جائے گی وہ دن بہت غم و عزا والا ہو گا۔ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے :

وفي الباب عن عائشة وزینب بنت جحش وأم الفضل بنت الحارث وأبي أمامة وأنس بن الحارث وغیرھم.

اس بارے میں روایات عایشہ، زینب بنت جحش، ام فضل دختر حارث، ابو امامہ، انس ابن حارث اور دوسروں سے بھی نقل ہوئی ہیں۔

تھذیب التھذیب، ابن حجر، ج2، ص300 – 301

تهذيب الكمال، المزي، ج6، ص408 – 409

تاريخ مدينة دمشق، ابن عساكر، ج14، ص192 – 193

ترجمة الإمام الحسين (ع)، ابن عساكر، ص252 – 253

مجمع الزوائد، الهيثمي، ج9، ص189 و ...

:اسی طرح ہیثمی نے ایک دوسری روایت نقل کی ہے کہ

عن أبي أمامة قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم لنسائه لاتبكوا هذا الصبي يعني حسينا قال وكان يوم أم سلمة فنزل جبريل فدخل رسول الله صلي الله عليه وسلم الداخل وقال لام سلمة لاتدعي أحدا أن يدخل علي فجاء الحسين فلما نظر إلي النبي صلي الله عليه وسلم في البيت أراد أن يدخل فأخذته أم سلمة فاحتضنته وجعلت تناغيه وتسكنه فلما اشتد في البكاء خلت عنه فدخل حتي جلس في حجر النبي صلي الله عليه وسلم فقال جبريل للنبي صلي الله عليه وسلم إن أمتك ستقتل ابنك هذا فقال النبي صلي الله عليه وسلم يقتلونه وهم مؤمنون بي قال نعم يقتلونه فتناول جبريل تربة فقال بمكان كذا وكذا فخرج رسول الله صلي الله عليه وسلم قد احتضن حسينا كاسف البال مغموما فظنت أم سلمة أنه غضب من دخول الصبي عليه فقالت يا نبي الله جعلت لك الفداء انك قلت لنا لاتبكوا هذا الصبي وأمرتني ان لا أدع أحدا يدخل عليك فجاء فخليت عنه فلم يرد عليها فخرج إلي أصحابه وهم جلوس فقال إن أمتي يقتلون هذا.

ابو امامہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ رسول خدا (ص) نے اپنی بیویوں سے کہا کہ اس بچے (حسین) کو نہ رلایا کرو۔ اس دن رسول خدا (ص) ام سلمہ کے گھر تھے کہ جبرائیل نازل ہوا۔ رسول خدا (ص) نے کہا کہ اے ام سلمہ کسی کو میرے کمرے میں آنے کی اجازت نہ دینا۔ حسین (ع) آئے جونہی اپنے نانا کو دیکھا تو چاہا کہ کمرے میں داخل ہوں۔ ام سلمہ نے حسین (ع) کو اپنے سینے سے لگایا تو حسین (ع) نے رونا شروع کر دیا۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن حسین کا گریہ بڑھتا گیا اور اسی گریئے کی حالت میں رسول خدا کے کمرے میں چلے گئے اور جا کر اپنے نانا کی گود میں بیٹھ گئے۔ جبرائیل نے رسول خدا (ص) کو خبر دی کہ آپ کے بعد آپکی امت آپکے بیٹے کو شہید

کرے گی۔ رسول خدا(ص) نے جبرائیل کی اس بات پر تعجب کیا اور کہا کہ کیا میری امت ایمان کی حالت میں میرے بیٹے کو شہید کرے گی۔ جبرائیل نے کہا ہاں وہ ایمان کا دعوی کرنے والی امت ہو گی، لیکن پھر بھی اپنے رسول کے بیٹے کو بھوکا پیاسا شہید کر دے گی۔ جبرائیل نے زمین کربلا کی خاک رسول خدا(ص) کو دی اور کہا کہ یہ خاک اسی زمین کی ہے کہ جس پر آپکے بیٹے کو شہید کیا جائے گا۔ رسول خدا(ص) غم کی حالت میں حسین(ع) کو اٹھائے ہوئے گھر سے باہر چلے گئے۔

ام سلمہ کہتی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ شاید حسین(ع) کو رسول خدا(ص) کے کمرے میں جانے دیا ہے، اس لیے وہ ناراض ہو گئے ہیں۔ اسی لیے میں نے کہا اے اللہ کے رسول(ص) میری جان آپ پر قربان ہو آپ نے خود ہی کہا تھا کہ حسین(ع) کو رونے نہ دینا اور آپ نے خود ہی کہا تھا کہ کسی کو کمرے میں میں نہ آنے دینا میں بھی مجبور تھی کیا کرتی حسین(ع) بھی خود ہی کمرے میں داخل ہو گیا ہے۔ پیغمبر اکرم(ص) نے ام سلمہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اصحاب کے پاس چلے گئے۔ اصحاب ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول خدا(ص) نے ان سے کہا کہ میری امت میرے اس بیٹے حسین(ع) کو شہید کرے گی اور زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

مجمع الزوائد، الهيثمي، ج9، ص189

المعجم الكبير، الطبراني، ج8، ص285 – 286

تاريخ مدينة دمشق، ابن عساكر، ج14، ص190 – 191

....ترجمة الإمام الحسين (ع)، ابن عساكر، ص245 – 246و

: نبی اکرم(ص) کی امام حسین(ع) سے محبت

حضرت رسول خدا(ص) اپنے فرزند ارجمند امام حسین (ع) سے بے انتہاء محبت کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک امام حسین کی شان اور منزلت بہت زیادہ تھی۔اس سلسلہ میں آپ کی بعض احادیث کو ذکر کیا جارہاہے جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول کا فرمان ہے

من اراد ان ینظر الی سید الشباب اھل الجنة فلینظر الی الحسین بن علی،

جو شخص جنت کے جوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہتا ہے تو، اسے حسین ابن علی کی طرف دیکھنا چاہیے۔

سیر اعلام النبلاء، ج3، ص190

تاریخ ابن عساکر، ج13، ص50

2- یعلی ابن مرة سے روایت ہے کہ:

ہم نبی اکرم کے ساتھ ایک دعوت میں جارہے تھے۔ تو آنخضرت نے دیکھا کہ حسین کھیل رہے ہیں۔ آپ نے کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ امام کی طرف پھیلا دیئے، آپ مسکرا رہے تھے اور کہتے جارہے تھے بیٹا ادھر آؤ ادھر آؤ یہاں تک کہ آپ نے امام حسین کو اپنی آغوش میں لے لیا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا سر پر رکھ کر ان کے بوسے لیے اور فرمایا :

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، خدایا جو حسین سے محبت کرے تو اس سے محبت کر، حسین میرے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے۔

3- یزید ابن ابو زیاد سے روایت ہے کہ: نبی اکرم عائشہ کے گھر سے نکل کر حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف کی طرف سے گزرے، تو آپ کے کانوں میں امام حسین کے رونے کی آواز آئی، تو آپ بے چین ہو گئے اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا :

الم تعلمی ان بکائہ یوذینی،

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ حسین کے رونے سے مجھ کو تکلیف ہوتی ہے۔

مجمع الزوائد، ج9، ص201

سیر اعلام النبلاء، ج3، ص191

امام حسین (ع) پر گریہ اور عزاداری

امام حسین اور آپ کے وفادار اصحاب پر عزاداری کرنا صرف شیعوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اہل سنت بھی آپ کی شہادت پر غم وغصے کا اظہار کرتے ہیں۔ اگرچہ اظہار غم کی کیفیت مختلف ہے لیکن قاتلین امام حسین سے بیزاری کا اعلان سب نے کیا ہے۔

:رسول خدا(ص) کے دور میں امام حسین(ع) پر عزاداری

رسول خدا(ص) کی سیرت سب مسلمانوں کیلئے نمونہ عمل ہے۔اہل سنت آپ کی سیرت کو حجت اور واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک امام حسین پر عزاداری کرنے کی تاریخ کا آغاز حضور اکرم کی پاک زندگانی کے دور سے ہی ہے۔ تاریخی شواہد کے مطابق حضرت آدم سب سے پہلی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے امام حسین کے غم میں گریہ کیااور ولادت امام کے بعد پیغمبر اسلام نے اپنے نواسے حسین ابن علی(ع) کی شہادت کی خبر دے کر آپؑ کی مظلومیت پر آنسو بہائے۔

اہل سنت کی معتبر کتابوں میں اس بات کا ذکر ہے کہ امام حسین(ع) نے ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا: جبرائیل امین حضور اکرم کے پاس موجود تھے۔ آپ(حسین) میرے پاس تھے اور رونے لگے تو حضور نے فرمایا: میرے فرزند کو زمین پر چھوڑ دو۔ میں نے آپ کو زمین پر چھوڑ دیا اتنے میں حضور نے آپ کو اپنی گود میں لے لیا۔اس منظر کو دیکھ کر جبرائیل نے پوچھا(یارسول اللہ) کیا آپ حسین سے محبت کرتے ہیں؟ حضور نے جواب دیا جی ہاں۔ جبرائیل نے فرمایا: بے شک آپ کی امت اس کو قتل کر دے گی، کیا حسین کو قتل کیے جانے والی سرزمین کی مٹی دیکھنا چاہتے ہیں؟ حضور نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اتنے میں جبرائیل نے اپنا پر کھول دیااور سرزمین کربلا کو دکھایا۔۔ حضور اکرم(ص) اس حالت سے نکل گئے؟ حالانکہ آپ کے ہاتھوں میں سرخ مٹی تھی۔

تاریخ طبری، ج4، ص304،

تذکرہ سبط ابن جوزی، ص138، باب19

سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، تحقیق بحر العلوم، ص250

ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی، الشافعی، احمد بن عبد اللہ، ص146۔164

:اہل سنت کے معروف تاریخ نگار ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ

امام علی نے صفین کے ایک سفر میں کربلا سے عبور کیا۔ جب قریہ نینوا تک پہنچے تو ان سے پوچھا گیا کہ یہ جگہ کونسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کربلا، کربلا کا نام سنتے ہی امام رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسو سے زمین تر ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا: ایک دن میں حضور اکرم کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ اس وقت آپ رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: چند لمحے پہلے جبرائیل امین میرے پاس تھے اور مجھے خبر دی کہ فرات کے کنارے میرا فرزند حسین قتل ہو جائے گا، جس کو کربلا کہا جاتا ہے پھر جبرائیل نے ایک مٹھی بھر مٹی مجھے دی جس کو سونگھ کر اپنے آنسو کو نہیں روک سکا۔

ابن حجر عسقلانی، احمد، تھذیب التھذیب، بیروت، دار صادر، ج2، ص300

ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، مقدمہ محمد صادق بحر العلوم، ص250

ھیثمی، مجمع الزوابد، ج9، ص187

:عبد اللہ ابن وہب زمعہ سے روایت ہے کہ

ام سلمہ نے مجھے خبر دی کہ رسول خدا ایک رات آرام فرما رہے تھے کہ اچانک پریشانی کی حالت میں اٹھے، پھر وہ دوبارہ لیٹ گئے اور آپ کو نیند آگئی، پھر مضطرب اور پریشان ہو کر دوبارہ اٹھ گئے۔ اس دفعہ آپ کی پریشانی اور اضطراب پہلے کی نسبت زیادہ تھا۔ تیسری مرتبہ پھر لیٹے اور اچانک نیند سے اٹھ گئے جبکہ آپ کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی مٹی تھی اور سونگھ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ مٹی کیا ہے؟ حضور نے جواب دیا: جبرائیل امین نے مجھے پیغام دیا ہے کہ اس کو امام حسین کی طرف اشارہ کیا، سرزمین عراق میں قتل کیا جائے گا۔ میں نے جبرائیل سے کہا کہ اس سرزمین کی مٹی مجھے دکھا دو جہاں میرا حسین شہید ہو گا اور یہ مٹی اسی سرزمین کی ہے۔

الحاکم النیشابوری، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت دار الکتاب العلمیہ، 1411 ھ ق، ج4، ص440

الطبرانی، ابو احمد، المعجم الکبیر، ج3، ص109

مندرجہ بالا اور دوسری روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کی نظر میں امام حسین (ع) کی شہادت کی پیشگوئی خود رسول اکرم (ص) سے ہوئی ہے، جبکہ آنحضرت، آپ کی زوجات اور امام علی (ع) امام حسین کی سوگواری میں آنسو بہا چکے ہیں۔

عاشورا کے بعد سب سے پہلی عزاداری:

عاشورا کے بارے میں قدیمی ترین مکتوب اسناد کے مطابق اہل سنت اور شیعوں کی عزاداری حادثہ عاشورا کے فورا بعد سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ ابن جریر طبری نے اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ:

یزید کے لشکر نے جب امام حسین کے خاندان والوں کو قتلگاہ سے عبور کرا دیا، تو آپ کی بہن زینب نے اپنے بھائی کے بے سر بدن کو خون میں نہائے ہوئے دیکھ کر فریاد کی: وامحمداہ، یا محمداہ، تیرے اوپر آسمان کے فرشتوں کا درود و سلام ہو یہ تیرا حسین ہے، جو اس صحراء میں اپنے خون میں نہایا ہوا پڑا ہوا ہے اور اس کے بدن کے اعضاء کٹے ہوئے ہیں، یا محمداہ تیری بیٹیاں اسیر ہوئی ہیں اور تیرے بیٹوں کے سر کاٹے گئے ہیں طبری نے لکھا ہے کہ جب زینب سلام اللہ علیہا نے ان کلمات کو ادا کیا تو وہاں پر موجود دوست اور دشمن رونے لگے

طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، تحقیق: ابو الفضل ابراہیم، ج5، ص456

اس کتاب میں امام حسین (ع) کے مشہور دشمنوں میں سے ایک دشمن کے گھر میں عزاداری قائم ہونے کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ :

جب خولی ابن یزید ازدی نے امام کے سر مبارک کو عمر سعد سے اس لیے لیا تا کہ وہ کوفہ میں عبید اللہ ابن زیاد کو خوشخبری دے کر انعام دریافت کرے اور وہ سب سے پہلے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب کوفہ دار الامارہ پہنچا تو دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اس لیے اپنے گھر جا کر امام کے سر مبارک کو تنور یا صندوق میں رکھ دیا۔ رات کو جب اس کی بیوی کو معلوم ہوا کہ امام حسین کا سر مبارک تنور میں رکھا ہوا ہے، تو آہ و نالہ کرتے ہوئے اس نے حادثہ عاشورا اور امام کی مظلومیت پر روتے ہوئے گھر چھوڑ دیا۔

طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، تحقیق: ابو الفضل ابراہیم، ج5، ص456

عزاداری امام حسین (ع) اہل سنت کے شعراء کی نگاہ میں :

حادثہ عاشورا کے بعد، شعراء کی کثیر تعداد نے شعر و شاعری کی صورت میں امام حسین پر عزاداری کی ہے، البتہ بعض شعراء مشہور ہیں اور بعض نامعلوم جس کی وجہ امویوں کا علویوں کے ساتھ بدترین سلوک کرنا ہے۔ طبری نے اپنی کتاب تاریخ الامم والملوک میں یوں نقل کیا ہے کہ :

ایها القاتلون جهلا حسینا ابشروا بالعذا ابو التنکیل

کل اهل السماء یدعو علیکم من نبی و ملائک و قبیل قد

لعنتم علی لسان ابن داؤد موسی و حامل الانجیل

ترجمہ: اے حسین کے قاتلو! تمہارے لیے عذاب اور درد کی خبر ہے، سارے آسمان والے، پیغمبر اور فرشتے تم کو نفرین کرتے ہیں اور اس سے پہلے فرزند داؤد اور کتاب مقدس انجیل کو لانے والے موسی کی زبان سے تم پر لعنت ہوئی ہے۔

طبری، ابو جعفر محمد بن حریر، تاریخ الامم والملوک، ج5، ص467

خالد ابن معدان ان شعراء میں سے ہے جو اہلبیت کو سرزمین شام میں لانے کے بعد امام حسین اور شہداء کربلا کی مظلومیت سے متأثر ہوا۔ وہ اہل سنت کے نزدیک بزرگ تابعی شمار ہوتا ہے۔ واقعہ عاشوراء کے بعد جب اسیروں کے آگے آگے شہداء کربلا کے مبارک سر نیزوں پر رکھ کر شام میں داخل کیے گئے، تو خالد ابن معدان انتہائی غمگین ہو گیا۔ جس کی وجہ سے ایک مہینے تک لوگوں سے دور رہ کر عزاداری اور ماتم میں مشغول رہا۔ جب خالد کے دوستوں نے اس کو پایا تو یہ اشعار کہنے لگا:

جاؤ ھبر آسک یابن بنت محمد متر ملاًبدمایہ ترمیلاً

وکانما یاابن بنت محمد قتلوا جھاداًعامدین رسولا

قتلوک عطشاناولمایرقبوا فی قتلک التاویل والتنزیلا

(ویکبرون بان قتلت وانما قتلوابک التکبیر والتھلیلا(13

ترجمہ: اے دختر محمد کے دلبند (بنی امیہ) آپ کے سر مبارک کو لے کر (سرزمین شام) آئے حالانکہ (آپ کا سر مبارک) اپنے خون میں آغشتہ تھا۔ اے بنت محمد کے دلبند آپ کے قتل سے ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر رسول اکرم کو قتل کر دیا ہے۔ آپ کو تشنہ لب شہید کر دیا اور آپ کو قتل کرنے میں کسی آیت کی تاویل یا تنزیل کا خیال تک نہیں رکھا اور (دشمنوں نے) آپ کو قتل کرتے ہوئے تکبیر کہی، بے شک انہوں نے آپ کے قتل سے تکبیر اور تہلیل کو قتل کیا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں مذکورہ اشعار جیسے بہت شعر کہے جا چکے ہیں، لیکن ہم اس مختصر تحریر میں اس سے زیادہ ذکر نہیں کر سکتے۔

الموصلی، شرف الدین، مناقب آل محمد (النعیم المقیم لعترة النبا العظیم، تحقیق، العالمہ سید علی، ص104، عاشوری، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات،

: عزاداری کی موجبیں

جناب شرف الدین موصلی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: جب اس مصیبت (واقعہ عاشورا) کی خبر سارے شہروں اور علاقوں تک پہنچ گئی، تو وہاں پر سوگواری بھی زیادہ ہو گئی۔۔۔ حسن بصری کا بدن زیادہ رونے کی وجہ سے لرز تا تھا اور کہتا تھا: پیغمبر اکرم کی امت کیلئے کتنی عار اور شرم ہے کہ ایک حرام زادہ، پیغمبر کے بیٹے کو قتل کر دے!

الموصلی، شرف الدین، مناقب آل محمد (النعیم المقیم لعترۃ النبا العظیم، تحقیق، العالمہ سید علی، ص 104، عاشوری، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات،

اس کے بعد جناب موصلی صاحب نے اہلبیت کے مصائب، یزید کے لشکر کا شہداء کربلا کے اجساد کو بے لباس کر کے ان پر گھوڑے دوڑانے کا تذکرہ کر کے کہتا ہے: سبق حاصل کرتے ہوئے حسن اور حسین پر رونا چاہیے۔

اہل سنت کے تاریخ نگار اور عاشورا کا تذکرہ :

تیسری صدی ہجری میں عباسیوں کی طرف سے تعلیمات اہلبیت اور امام حسین کی یاد منانا خصوصا عاشورا کی مناسبت سے عزاداری کرنے کی شدید مخالفت ہوئی، یہاں تک کہ متوکل عباسی نے 236 ہجری کو روضہ اقدس امام حسین کی تخریب کر کے اس پر پانی کھول دیا۔ اس طرح امام کے زائرین اور عزاداروں کو مختلف طریقوں سے تشدد کا نشانہ بنایا

اہل سنت کے تاریخ نگاروں نے امام حسین (ع) اور آپ کے محبّوں کے مصائب کو تاریخ کی شکل میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح حادثہ کربلا سینوں سے کتابوں تک منتقل ہو کر زندہ جاوید ہو گیا ہے اسلامی دانشمندوں میں سے جناب محمد ابن جریر طبری نے حادثہ عاشورا کو، نقل کرنے میں صرف ابو مخنف پر اکتفاء نہیں کیا ہے، بلکہ اہل بیت کی اسیری، کوفہ کے واقعات اور عبید اللہ ابن زیاد کے دربار میں لوگوں کا رونا، اور شام میں پیش آنے والے واقعات کو بھی بیان کیا ہے، جیسے دربار شام میں یزید کا سر مبارک امام حسین کی جسارت کرنا، دربار میں موجود لوگوں کا یزید سے نفرت کرنا، بعض شامیوں کا اہل بیت سے ہمدردی کر کے عزاداری اور اشک بہانے کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ گویا طبری کے اس کام کو مقتل نگاری بھی کہہ سکتے ہیں۔

طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج5، ص465

خلاصہ:

تمام مذکورہ مطالب کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد سے اب تک شیعیان کے ساتھ ساتھ اہل سنت بھی مختلف طریقوں سے امام حسین (ع) کے لیے عزاداری کرتے رہے ہیں۔ آج ہم اپنے زمانے میں بھی بعض علاقوں میں محرم کے ایام میں اہل سنت کو امام حسین (ع) پر اشک بہاتے اور انکا غم مناتے دیکھتے ہیں، لیکن فقط اور فقط بنی امیہ کی اولاد یعنی وہابی، اسلام، رسول خدا (ص) آئمہ معصومین (ع) سے بغض اور کینے کی وجہ سے، عزاداری کو ناجائز اور بدعت قرار دیتے ہوئے، طرح طرح کے فتوے دیتے ہیں۔ اسلام کے دشمنوں وہابیوں کا مقصد صرف اہل بیت سے دشمنی کرنا اور شجرہ ملعونہ بنی امیہ سے اپنی وفاداری کو ثابت کرنا ہے، لیکن اہل بیت نور خداوند ہیں اور خداوند اپنے نور کو مکمل کر کے ہی رہے گا۔ یہ خداوند کا وعدہ ہے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ،

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا اگرچہ کافر برا مانیں۔

سورہ صف آیت 8

کیا روایات اھل سنت میں اہل بیت (ع) کے لیے عزاداری کرنے پر جزاء و ثواب بیان ہوا ہے؟

توضیح سوال:

شیعہ کی معتبر کتب اور صحیح روایات میں اہل بیت (ع) اور بخصوص امام حسین (ع) کے لیے گریہ، عزاداری اور اشک بہانے پر بے شمار جزاء و ثواب ذکر ہوا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیاروایات اھل سنت میں اہل بیت اور خاص طور امام حسین(ع) کے لیے عزاداری کرنے پر بھی جزاءوثواب ذکر ہوا ہے یا نہیں؟

:جواب

شیعہ کتب کی طرح کتب وروایات اہل سنت میں بھی اہل بیت اور خاص طور امام حسین(ع) کے لیے عزاداری کرنے پر بھی جزاءو ثواب ذکر ہوا ہے۔

:کتاب «فضائل الصحابہ»، میں احمد بن حنبل رئیس مذھب حنبلي روایت صحیح السند کو امام حسین(علیہ السلام) سے نقل کرتا ہے کہ

:احمد ابن حنبل کی روایت اشک بہانے پر ثواب کے بارے میں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْرَائِيلَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ بِخَطِّ يَدِهِ، نا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قثنا الرَّبِيعُ بْنُ مُنْذِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَقُولُ: مَنْ دَمَعَتَا عَيْنَاهُ فِينَا دَمْعَةً، أَوْ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً، أَثْوَاهُ اللَّهُ عز وجل الْجَنَّةَ.

احمد بن اسرائیل کہتا ہے کہ: احمد ابن حنبل کی کتاب میں اس کے ہاتھ سے لکھا ہوا میں نے دیکھا ہے کہ اسود بن عامر (ابو عبد الرحمن) نے ربیع بن منذر سے نقل کیا ہے کہ اس کے والد نے کہا ہے کہ: حسین بن علی(ع) ھمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ: جس کی آنکھیں ہمارے غم ومصیبت میں اشک سے نم ہو جائیں یا ایک اشک کا قطرہ ہمارے لیے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج2، ص675، ح 1154 یہی روایت دوسرے منابع اہل سنت میں

اس روایت کو دوسرے علماء نے بھی اپنی کتب میں ذکر کیا ہے اور واضح طور کہا ہے کہ ہم نے اس روایت کو احمد بن حنبل کی کتاب «مناقب» سے ذکر کیا ہے

:محب الدین طبري .1

عن الربيع بن منذر عن أبيه قال كان حسين بن علي رضي الله عنهما يقول من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة. أخرجه أحمد في المناقب.

ذخائر العقبي في مناقب ذوي القربي، ج1، ص19، محب الدين أحمد بن عبد الله الطبري الوفاة: جمادي الآخرة / 694هـ، دار النشر: دار الكتب المصرية - ... مصر.

احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب مناقب فضائل الصحابة) میں نقل کیا ہے۔

2. ملا علي قاري:

أخرج أحمد في المناقب عن الربيع بن منذر عن أبيه قال: كان حسن بن علي يقول: من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة.

ملا علي القاري، نور الدين أبو الحسن علي بن سلطان محمد الهروي (متوفاي1014هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج11، ص315، تحقيق: جمال عيتاني، ناشر: دار الكتب العلمية - لبنان / بيروت، الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2001م.

احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب مناقب فضائل الصحابة) میں نقل کیا ہے۔

3. قندوزي حنفي:

قندوزی حنفي نے اس روایت کو اپنی کتاب میں دو جگہ پر ذکر کیا ہے۔

وعن الحسين بن علي (رضي الله عنهما) قال: من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة بوأه الله (عز وجل) الجنة. (أخرجه أحمد في المناقب).

القندوزي الحنفي، الشيخ سليمان بن إبراهيم (متوفاي1294ه-) ينابيع المودة لذوي القربي، ج2، ص117 وص373، تحقيق: سيد علي جمال أشرف الحسيني، ناشر: دار الأسوة للطباعة والنشر- قم، الطبعة: الأولي1416ه- .

احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب مناقب فضائل الصحابۃ) میں نقل کیا ہے۔

4. سخاوي شافعي:

اس نے بھی اپنی کتاب « استجلاب ارتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول ذوي الشرف » میں اس روایت کو نقل کیا ہے:

قال: وعن الحسين بن علي رضي الله عنهما قال: من دمعت عيناه فينا أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عزوجل الجنة. أخرجه أحمد في « المناقب » .

حسین بن علی (ع) ھمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ: جس کی آنکھیں ہمارے غم و مصیبت میں اشک سے نم ہو جائیں یا ایک اشک کا قطرہ ہمارے لیے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

اس روایت کو احمد بن حنبل نے کتاب « مناقب » میں ذکر کیا ہے۔

السخاوي، شمس الدين محمد بن عبد الرحمن (متوفي: 902ه-.ق)، استجلاب ارتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول ذوي الشرف، ج1، ص431-432، حديث160، تحقيق: خالد بن احمد الصُّمِّي بابطين، ناشر: دار البشائر الإسلامية، عربستان .

5. احمد بن صالح بن أبي الرجال:

اس نے اپنی کتاب مطلع البدور و مجمع البحور میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

. ولأحمد في مناقبه عن الحسين – عليه السلام –: من دمعت عيناه فينا قطرة آتاه الله تعالي الجنة

احمد بن حنبل نے کتاب مناقب (فضائل الصحابة) میں امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: جو ایک اشک کا قطرہ ہمارے لیے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

أحمد بن صالح بن أبي الرجال، مطلع البدور ومجمع البحور، جزء1، ص15، تحقيق: عبد السلام عباس الوجيه، محمد يحيي سالم عزان، مركز التراث والبحوث اليمني.

: قابل توجہ یہ بات ہے کہ مصنف اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے کہ

. والأحاديث في (هذا) المعني كثيرة – اس معنی و مفہوم والی احادیث بہت زیادہ ہیں

یہاں تک واضح ہوا کہ 5 اہل سنت کے علماء نے اس روایت کو اپنی اپنی کتابوں میں احمد بن حنبل اس روایت کو نقل کیا ہے اور کسی نے بھی اس روایت کی سند یا متن پر اشکال یا اعتراض نہیں کیا۔

: کتاب « فضائل الصحابة » کے محقق نے اس روایت کے راویوں کو ثقہ کہا ہے

محقق کتاب (فصائل الصحابہ) « جناب وصی اللہ بن عباس کتاب کے حاشیے میں روایت کی سند کے راویوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ

. احمد بن اسرائیل شیخ القطیعي لم اجده والباقون ثقات

احمد بن اسرائیل قطیعی کا استاد ہے، مجھے اسکی حالات زندگی کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے لیکن باقی راوی مورد اعتماد و ثقہ ہیں۔

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج2، ص675، ح1154

اب اگر « احمد بن اسرائیل » کا ثقہ ہونا بھی ثابت ہو جائے تو روایت صحیح ہو جائے گی۔

لھذا پہلے اس کے نام کے بارے میں پھر اسکی حالات زندگی کے بارے میں اور آخر میں اس کا ثقہ ہونا اہل سنت علماء کی نظر میں بیان کیا جائے۔

الف بیان نام هاي «احمد بن اسرائیل» در سخنان علماي اهل سنت

اہل سنت علماء کی مختلف عبارتوں میں دقت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد بن اسرائیل کے کافی سارے نام ذکر کئے ہیں اور سب نے اس کی نسبت اسکے دادا کی طرف دی ہے۔

1. ابو الفرج ابن الجوزي:

ابن جوزی نے «احمد بن اسرائیل» کے تین نام ذکر کیے ہیں اور لکھتا ہے کہ:

أبو بكر أحمد بن سليمان بن الحسن النجار روي عنه أبو حفص بن شاهين وهو أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس روي عنه ابن شاهين أيضا فنسبه إلي جد جده وهو أحمد بن إسرائيل الذي روي عنه أبو بكر بن مالك القطيعي.

ابو بکر احمد بن سلیمان بن حسن نجاد، سے ابو حفص شاهین نے روایت کی ہے. ابو بکر وہی احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس ہے کہ اس سے ابن شاهین نے بھی روایت نقل کی ہے اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف دی ہے کہ وہ وہی احمد بن اسرائیل ہے اور ابو بکر بن مالک قطیعي نے اس سے روایت نقل کی ہے۔

تلقيح فهوم أهل الأثر، ج1، ص369، أبي الفرج عبد الرحمن ابن الجوزي الوفاة: 597هـ، دار النشر: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم - بيروت - 1997، الطبعة: الأولي

2. خطیب بغدادي:

خطیب بغدادی نے اس کے چار نام ذکر کیے ہیں

. ذكر أبي بكر أحمد بن سلمان بن الحسن النجاد

. قد ذكرنا بعض حديثه فيما تقدم، وهو أحمد بن يونس القطيعي، الذي روي عنه عمر بن أحمد بن شاهين

ابو بکر احمد بن سلمان بن حسن نجاد کی بعض روایات کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور وہ احمد بن یونس قطیعی ہے اس سے عمر بن احمد بن شاهین نے روایت نقل کی ہے۔

اوپر والی عبارت کے بعد اس روایت کو ذکر کرتا ہے اس میں « احمد بن یونس قطیعی کا نام آیا ہے

أَخبرَنا القَاضِي أَبُو بَكرٍ مُحَمَّدُ بنُ عُمَرَ الدَّاوُدِيُّ، أَخبرَنا عُمَرُ بنُ أَحمَدَ الوَاعِظُ، حَدَّثَنا أَحمَدُ بنُ يُونُسَ القَطِيعِيُّ، حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ شَاذَانَ، حَدَّثَنا مُعَلَّى، حَدَّثَنا عَبدُ اللهِ بنُ المُبَارَكِ، عَن يُونُسَ، عَنِ الزُّهرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَهلُ بنُ سَعدٍ، عَن أُبَيِّ بنِ كَعبٍ، قَالَ: كَانَتِ الفُتيَا: المَاءُ مِنَ المَاءِ رُخصَةً فِي أَوَّلِ الإِسلامِ، ثُمَّ أُحكِمَ الأَمرُ، وَنُهِيَ عَنهُ .

اس روایت کے بعد دوبارہ « احمد بن سلمان نجاد » کو اس کے دادا کی طرف نسبت دے کر ذکر کرتا ہے۔

هو أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس، فنسبه عمر إلي جد جده. وهو أحمد بن إسرائيل، الذي روي عنه أبو بكر بن مالك القطيعي.

وہ احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس ہے اور عمر بن واعظ اس کا نسب اس کے دادا تک ذکر کرتا ہے اور وہ وہی احمد بن اسرائیل ہے کہ ابو بکر بن مالک قطیعی نے اس سے روایت نقل کی ہے۔

موضح أوهام الجمع والتفريق، ج 1، ص464، أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي الوفاة: 463، دار النشر: دار المعرفة - بيروت - 1407، الطبعة: الأولي، تحقيق: د. عبد المعطي أمين قلعجي۔

:احمد بن حنبل کتاب « فضائل الصحابه » میں « احمد بن اسرائیل » سے ایک دوسری روایت کو بھی نقل کرتا ہے

حدثني أحمد بن إسرائيل قثنا محمد بن عثمان قثنا زكريا بن يحيي الكسائي نا يحيي بن سالم نا أشعث بن عم حسن بن صالح وكان يفضل عليه نا مسعر عن عطية العوفي عن جابر بن عبد الله الأنصاري قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم مكتوب علي باب الجنة محمد رسول الله علي أخو رسول الله قبل ان تخلق السماوات بالفي سنة.

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج2، ص668، ح1140

قابل توجہ یہ ہے کہ محقق کتاب تمام راویوں کے بارے میں اظہار نظر کرتا ہے لیکن «احمد بن اسرائیل» کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

3. عبد الکریم سمعانی:

سمعانی عالم نسب شناس اهل سنت ہے۔ «احمد بن اسرائیل» کو عالم فقیہ حنبلی کہتا ہے اور وضاحت کرتا ہے کہ وہ احمد ابن حنبل کی فقہ کے مطابق فتوا دیتا تھا اور وہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل کا شاگرد تھا۔

النجاد: هذه الحرفة مشهورة والمعروف بها أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس الفقيه الحنبلي المعروف بالنجاد من أهل بغداد كان له في جامع المنصور يوم الجمعة حلقتان قبل الصلاة وبعدها إحداهما للفتوي في الفقه علي مذهب أحمد بن حنبل والأخري لإملاء الحديث وهو ممن اتسعت رواياته وانتشرت أحاديثه.

سمع الحسن بن مكرم البزاز... وعبد الله بن أحمد بن حنبل وقوما يطول ذكرهم.

وكان ولادته في سنة ثلاث وخمسين ومئتين ومات في سنة ثمان وأربعين وثلاثمائة.

نجاد: یہ ایک مشہور پیشہ ہے. ابو بکر « أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس » کا یہ پیشہ مشہور تھا۔ وہ فقیہ حنبلی و اھل بغداد تھا۔ وہ جمعہ کو جامعہ مسجد منصور میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد درس پڑھاتا تھا۔ ایک درس احمد ابن حنبل کے فقھی فتاوای اور دوسرا درس روایات کی املاء کا تھا۔ اس کی روایات زیادہ تھیں اور اسکی احادیث بہت مشہور اور منتشر ہوئی ہیں۔

السمعاني، أبي سعيد عبد الكريم بن محمد ابن منصور التميمي (متوفاي562هـ)، الأنساب، ج5، ص457، تحقيق: عبد الله عمر البارودي، دار النشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الأولى1998م

:ب: توثیقات « احمد بن اسرائیل » از دیدگاہ علمای اھل سنت

:نام ونسب « احمد بن اسرائیل » واضح ہونے کے بعد اب ہم اسکی توثیقات اور مدح کو علماء اھل سنت کی نظر میں بیان کرتے ہیں

: تصحیح حاکم نیشاپوری .1

حاکم نیشابوری عالم معروف علم رجال وحدیث اھل سنت ہے۔ اس نے بہت سی روایات کو کہ ان کی سند میں « احمد بن اسرائیل » ذکر ہوا ہے، کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ راوی اس کی نظر میں ثقہ و مورد اعتماد ہے۔

:یہ روایت ایک نمونہ ہے کہ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے

حدثنا أحمد بن سلمان بن الحسن النجاد الفقيه إملاء ببغداد حدثنا الحسن بن مكرم البزاز حدثنا عثمان بن عمر حدثنا علي بن المبارك عن يحيى بن أبي كثير عن عكرمة عن بن عباس رضي الله عنهما قال قضي رسول الله صلي الله عليه وسلم في المكاتب أن يقتل بدية الحر علي قدر ما أدي منه . قال يحيى قال عكرمة عن بن عباس يقام عليه حد المملوك

.هذا حديث صحيح علي شرط البخاري ولم يخرجاه

الحاكم النيسابوري، ابو عبدالله محمد بن عبدالله (متوفاي405ه-)، المستدرك علي الصحيحين، ج2ص237، تحقيق: مصطفي عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة: الأولي، 1411ه- - 1990

:ابی جراده .2

:عمر بن احمد بن ابی جراده ایک عالم اھل سنت ہے، یہ احمد بن اسرائیل کو فقیہ و محدث اور مورد اعتماد جانتا ہے اور لکھتا ہے کہ

أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس

.المعروف بالنجاد الفقيه الحنبلي كان فقيها مفتيا ومحدثا متقنا واسع الرواية مشهور الدراية

أحمد بن سلمان بن حسن بن إسرائیل بن یونس، جو نجّاد معروف تھا۔ وہ فقیہ مذھب حنبلی، مفتی و محدث (ناقل روایت) اور مورد اعتماد تھا۔ اسکی روایات زیادہ اور وہ روایات کو جاننے اور سمجھنے والا بندہ تھا۔

كمال الدين عمر بن أحمد بن أبي جرادة (متوفاي660ه-)، بغية الطلب في تاريخ حلب، ج2ص766، تحقيق: د. سهيل زكار، دار النشر: .دار الفكر

:ذھبی .3

:ذھبی ایک عالم رجالی اہل سنت ہے جو اس کے بارے میں کہتا ہے کہ

.وكان أحمد بن إسرائيل من أذكياء العالم لا يسمع شيئاً إلا حفظه

احمد بن اسرائیل ایک پرھیز گار اور بہت حافظے والا تھا۔ وہ جب ایک مطلب کو ایک مرتبہ سنتا تھا تو وہ اس کو حفظ ہو جاتا تھا۔

تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، ج19، ص34، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي الوفاة: 748هـ، دار النشر: دار الكتاب العربي - لبنان / بيروت - 1407هـ - 1987م - ذھبی اپنی دوسری کتاب میں اس کو « امام، حافظ حدیث، استاد علماي بغداد » کہتا ہے اور نقل کرتا ہے کہ وہ خطیب بغدادی کے نزدیک بھی صدوق تھا

النجاد الإمام الحافظ الفقيه شيخ العلماء ببغداد أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل البغدادي الحنبلي... قال الخطيب كان صدوقا عارفا صنف كتابا كبيرا في السنن وكان له بجامع المنصور حلقة قبل الجمعة للفتوي وحلقة بعدها للاملاء حدث عنه أبو بكر القطيعي.

نجاد؛ امام، حافظ (جس کو ایک لاکھ روایات حفظ ہوں) فقیہ و استاد علماء بغداد، ابو بکر احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بغدادي حنبلی ہے۔

خطیب کہتا ہے کہ وہ فرد صدوق و عارف تھا اور اس نے ایک کتاب « سنن » تصنیف کی ہے۔ وہ فقیہ حنبلی و اھل بغداد تھا۔ وہ جمعہ کو جامعہ مسجد منصور میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد درس پڑھاتا تھا۔ ایک درس احمد ابن حنبل کے فقھی فتاوای اور دوسرا درس روایات کی املاء کا تھا اور اس سے ابو بکر قطیعی نے روایت کو نقل کیا ہے.

تذكرة الحفاظ، ج3، ص868، شمس الدين محمد الذهبي الوفاة: 748، دار النشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولي۔

اپنی ایک اور کتاب میں احمد بن اسرائیل کو صدوق کہتا ہے:

395 [583] - [صح] أحمد بن سلمان بن الحسن بن اسرائيل بن يونس أبو بكر النجاد الفقيه الحنبلي المشهور... قلت هو صدوق

ميزان الاعتدال في نقد الرجال ج1، ص238

4. ابن حجر عسقلانی:

ابن حجر عسقلانی بھی احمد بن اسرائیل کو صدوق کہتا ہے:

أحمد بن سليمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس أبو بكر النجاد الفقيه الحنبلي المشهور... وكان رأسا في الفقه رأسا في الرواية.. قلت وهو صدوق.

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابو الفضل (متوفاي852هـ)، لسان الميزان، ج1، ص180، تحقيق: دائرة المعرف النظامية - الهند، ناشر: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1406هـ - 1986م.

5. ابن ابی الدنیا:

ابن ابی الدنیا اپنی کتاب «الاخوان» میں احمد بن اسرائیل کا تعارف اس طرح ذکر کرتا ہے:

النجاد: الإمام المحدث الحافظ الفقيه المتقي، شيخ العراق، أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن البغدادي - الحنبلي النجاد - قال الخطيب البغدادي: كان النجاد صدوقا عارفا، صنف السنن.

نجاد: امام، راوي حديث، حافظ، فقيه، پرھيز گار واستاد عراق ابو بكر احمد بن سلمان بن حسن بغدادي حنبلي نجاد تھا۔ خطیب نے کہا ہے کہ:

نجاد ایک سچّا، عارف انسان تھا کہ جس نے سنن کو تصنیف کیا ہے۔

القرشي البغدادي، عبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (متوفاي281هـ)، الإخوان، ص53، تحقيق: محمد عبد الرحمن طوالبة بإشراف نجم عبد الرحمن خلف، طبق برنامه مكتبه اهل البيت.

6. ابن اثیر:

ابن اثیر احمد بن اسرائیل کو ایک صالح و نیک انسان جانتا ہے:

وفیھا قتل أحمد بن إسرائیل وکان صالح.

ابن أثیر نے الکامل في التاریخ میں کہا ہے کہ وہ ایک صالح انسان تھا۔

الکامل في التاریخ، ج6 ص203، اسم المؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم الشیباني الوفاة: 630ه۔، دار النشر: دار الکتب العلمیة - بیروت -1415ه۔، تحقیق: عبد اللہ القاضي

7. ناصر الدین البانی:

البانی ایک وھابی عالم ہے اور اسکی بات وھابیوں کے لیے حرف آخر ہے۔ اسکی نظر کے مطابق بھی احمد بن سلمان نجاد « حافظ و صدوق » ہے۔

فائدة) : النجاد الذي عزا إلیه الحدیث مؤلف الکتاب ھو أحمد بن سلمان بن الحسین أبو بکر الفقیه الحنبلي، یعرف بالنجاد، وھو حافظ) صدوق جمع المسند، وصنف في السنن کتابا کبیرا، روي عنه الدارقطني وغیرہ من المتقدمین.

ألباني، محمد ناصر (متوفاي1420ه۔)، إرواء الغلیل في تخریج أحادیث منار السبیل، ج3، ص40، تحقیق: إشراف: زھیر الشاویش، ناشر: المکتب الإسلامي - بیروت - لبنان، الطبعة: الثانیة1405 - 1985م.

:نتیجہ

اولا: اس روایت کا احمد بن حنبل سے نقل ہونا مُسّلَم ہے کیوں کہ جس عالم نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اس نے وضاحت کی ہے کہ احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی کتاب « مناقب » میں ذکر کیا ہے۔

ثانیا: علماء اہل سنت عبارات کہ جس میں انھوں نے « احمد بن اسرائیل » کے حالات زندگی کو ذکر کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی بندہ ہے جس کے چار نام ہیں کہ جن کے آخر میں لفظ نجّاد آیا ہے۔

: قرائن قطعی ہیں جو ثابت کرتے ہیں « احمد بن اسرائیل » وہی « احمد سلمان بن الحسن نجاد » ہے۔وہ قرائن قطعی یہ ہیں

: محقق کتاب فضائل الصحابہ (وصی اللہ بن عباس) حاشیے میں احمد بن اسرائیل کو قطیعی کا استاد کہتا ہے .1

.احمد بن اسرائیل شیخ القطیعي لم اجده والباقون ثقات (1154)

فضائل الصحابة لابن حنبل، ج2، ص675، ح1154

اسی بات کو ابو الفرج ابن الجوزي وخطیب بغدادي نے بھی « احمد سلمان بن الحسن نجاد » کے حالات زندگی میں ذکر کیا ہے اور اس کو ابو بکر قطیعی کا استاد کہا ہے۔

علماء نے وضاحت کی ہے کہ « احمد بن سلمان بن الحسن نجاد » فقیہ حنبلی مذھب تھا جامعہ مسجد میں درس پڑھاتا تھا۔ .2

یہ عبارت تایید کرتی ہے کہ وہ اس روایت کا ناقل بھی ہے اور اسکی ان روایات میں سے ایک یہی امام حسین (ع) والی روایت ہے۔

ایک سی ڈی ہے « جوامع الکلم » کہ اہل سنت نے بنائی ہے۔ یہ سی ڈی علم رجال کے بارے میں ہے۔ اس میں « احمد بن اسرائیل » .3 کو اس روایت میں وہی « أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائیل بن یونس » کہا گیا ہے اور اس میں اس کو « صدوق حسن الحدیث » لکھا گیا ہے۔

ثالثا: حاکم نیشاپوری کا ان روایات کو صحیح قرار دینا، « ومحدثا متقنا » « صدوقا عارفا » الإمام الحافظ الفقيه شيخ العلماء » « صدوق » « الإمام المحدث الحافظ الفقيه المتقي » « وكان صالح » ، « حافظ صدوق » کے وزنی القابات سے یہ اس کے ثقہ ہونے پر بہترین دلیل ہے۔

لھذا روایت مذکور سند و متن کے لحاظ سے کاملا صحیح ہے اور قابل استدلال ہے۔